﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد22

جمعۃ المبارک23 جنوری 2015ء

03ربیع الثانی 1436 ہجری قمری ❁ 23صلح 1394 ہجری شمسی

شمارہ04

سفر سے جلد واپسی

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر بھی ایک قسم کا عذاب ہے جو تم میں سے سفر کرنے والے کو نینداور کھانے پینے سے محروم کر دیتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی اپنا کام پورا کر لے تو اپنے گھر والوں کے پاس جلدی چلا جائے۔

(بخاری کتاب الجهاد باب السرعة فی السير حديث نمبر: 2779)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

مرکز میں نمازوں کا قصر

نماز کے قصر کرنے کے متعلق سوال کیا گیا کہ جو شخص یہاں آتے ہیں وہ قصر کریں یا نہ؟

فرمایا: ''جو شخص تین دن کے واسطے یہاں آوے اس کے واسطے قصر جائز ہے۔ میری دانست میں جس سفر میں عزمِ سفر ہو پھر خواہ وہ دو تین چار کوس کا ہی سفر کیوں نہ ہو اس میں قصر جائز ہے۔ یہ ہماری سیر سفر نہیں ہے۔ ہاں اگر امام مقیم ہو تو اس کے پیچھے پوری ہی نماز پڑھنی چاہئے۔ حُکّام کا دورہ سفر نہیں ہوسکتا۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے باغ کی سیر کرتا ہے۔ خواہ نخواہ قصر کرنے کا تو کوئی وجود نہیں۔ اگر دَوروں کی وجہ سے انسان قصر کرنے لگے تو پھر یہ دائمی قصر ہوگا جس کا کوئی ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے۔ حُکّام کہاں مسافر کہلا سکتے ہیں۔ سعدیؒ نے بھی کہا ہے ؎

منعم بکوہ ودشت وبیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد وخوابگاہ ساخت''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 227۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نکاح پر باجا اور آتش بازی

نکاح پر باجا بجانے اور آتش بازی چلانے کے متعلق سوال ہوا۔ فرمایا کہ:۔

''ہمارے دین میں دین کی بناء یُسر پر ہے عُسر پر نہیں اور پھر اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ضروری چیز ہے۔ باجوں کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا۔ اعلان نکاح جس میں فسق و فجور نہ ہو جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں ضروری شئے ہے کیونکہ اکثر دفعہ نکاحوں کے متعلق مقدمات تک نوبت پہنچتی ہے پھر وراثت پر اثر پڑتا ہے اس لئے اعلان کرنا ضروری ہے مگر اس میں کوئی ایسا امر نہ ہو جو فسق وفجور کا موجب ہو۔ رنڈی کا تماشا یا آتش بازی فسق وفجور اور اسراف ہے۔ یہ جائز نہیں''۔

باجے کے ساتھ اعلان پر پوچھا گیا کہ جب برات لڑکے والوں کے گھر سے چلتی ہے کیا اُسی وقت سے باجا بجتا جاوے یا نکاح کے بعد؟

فرمایا: ''ایسے سوالات اور جُزو دَر جُزو نکالنا بے فائدہ ہے۔ اپنی نیّت کو دیکھو کہ کیا ہے۔ اگر اپنی شان وشوکت دکھانا مقصود ہے تو فضول ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ نکاح کا صرف اعلان ہو تو اگر گھر سے بھی باجا بجتا جاوے تو کچھ حرج نہیں۔ اسلامی جنگوں میں بھی تو باجا بجتا ہے وہ بھی ایک اعلان ہی ہوتا ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 227۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نتائج نیّت پر مترتب ہوتے ہیں

مکرّر آتش بازی کے متعلق فرمایا کہ اس میں ایک جزو گندھک کا بھی ہوتا ہے اور گندھک وبائی ہوا صاف کرتی ہے۔ چنانچہ آجکل طاعون کے ایام میں مثلاً انار بہت جلد ہوا کو صاف کرتا ہے اور اگر کوئی شخص صحیح نیّت اصلاحِ ہوا کے واسطے ایسی آتش بازی جس سے کوئی خطرہ نقصان کا نہ ہو چلاوے تو ہم اس کو جائز سمجھتے ہیں مگر بہ شرط اصلاح نیّت کے ساتھ ہو۔ کیونکہ تمام نتائج نیّت پر مترتب ہوتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک صحابیؓ نے گھر بنوایا اور آپؐ کو مجبور کیا کہ آپؐ اس میں قدم ڈالیں۔ آپؐ نے اس مکان کو دیکھا۔ اس کے ایک طرف کھڑکی تھی۔ آپؐ نے دریافت کیا کہ یہ کس لئے بنائی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ٹھنڈی ہوا کے آنے کے واسطے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تُو اذان سننے کے واسطے اس کی نیّت رکھتا تو ہوا تو آ ہی جاتی اور تیری نیّت کا ثواب بھی تجھے مل جاتا''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 229-228۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

کھوٹ والا کام ہر گز نہ کرنا چاہئے

ایک زرگر کی طرف سے سوال ہوا کہ پہلے ہم زیوروں کے بنانے کی مزدوری کم لیتے تھے اور ملاوٹ ملا دیتے تھے۔ اب ملاوٹ چھوڑ دی ہے اور مزدوری زیادہ مانگتے ہیں تو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم مزدوری وہی دیں گے جو پہلے دیتے تھے تم ملاوٹ ملا لو۔ ایسا کام ہم ان کے کہنے سے کریں یا نہ کریں؟

فرمایا: ''کھوٹ والا کام ہرگز نہیں کرنا چاہئے اور لوگوں کو کہہ دیا کرو کہ اب ہم نے توبہ کر لی ہے۔ جو ایسے کہتے ہیں کہ کھوٹ ملا دو وہ گناہ کی رغبت دلاتے ہیں۔ پس ایسا کام اُن کے کہنے پر بھی ہرگز نہ کرو۔ برکت دینے والا خدا ہے اور جب آدمی نیک نیّتی کے ساتھ ایک گناہ سے بچتا ہے تو خدا ضرور برکت دیتا ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 228-227۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

مُردے اور اسقاط

پھر سوال ہوا کہ مُلّاں لوگ مُردوں کے پاس کھڑے ہو کر اسقاط کراتے ہیں۔ کیا اس کا کوئی طریق جائز ہے؟

فرمایا: ''اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے۔ مُلّاؤں نے ماتم اور شادی میں بہت سی رسمیں پیدا کر لی ہیں۔ یہ بھی ان میں سے ایک ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 228۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

❁......ہمیشہ وہ شادیاں کامیاب ہوتی ہیں جس میں لڑکے اور لڑکی میں اعتماد کی فضا ہو۔ اور نہ صرف لڑکے اور لڑکی میں اعتماد کی فضا ہو بلکہ دونوں خاندانوں میں بھی آپس میں اچھے تعلقات ہوں۔ اسی طرف خدا تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ ہمیشہ سچائی پر قائم رہو۔ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھو اور پھر اس بات کا بھی کہ اعتماد کی فضا کس طرح قائم ہوتی ہے

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 مارچ 2013ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔

تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ سیدہ ماہم محمود بنت مکرم سید محمود اللہ شاہ صاحب امریکہ کا عزیزم فرحان احمد باجوہ ابن ڈاکٹر وسیم باجوہ صاحب امریکہ کے ساتھ بارہ ہزار یو ایس ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

بچی کے باپ کا نام بھی محمود اللہ شاہ ہے اور بچی کے والد کے دادا کا نام بھی محمود اللہ شاہ صاحب تھا جو کہ حضرت سیدہ اُمّ طاہر کے بھائی تھے۔ اور بچی کے دادا سید مسعود مبارک شاہ صاحب واقف زندگی تھے۔ بڑا لمبا عرصہ ان کو خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ وفات کے وقت ربوہ میں ناظر بیت المال خرچ تھے۔ انتہائی دعا گو بزرگ تھے۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ کرے کہ یہ نیا قائم ہونے والا رشتہ بھی اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نیکیوں میں بڑھنے والا ہو اور ان کی آئندہ نسلیں بھی نیک ہوں۔ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنے والے ہوں کہ اس نئے قائم ہونے والے رشتہ کے بعد ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیشہ وہ شادیاں کامیاب ہوتی ہیں جس میں لڑکے اور لڑکی میں اعتماد کی فضا ہو۔ اور نہ صرف لڑکے اور لڑکی میں اعتماد کی فضا ہو بلکہ دونوں خاندانوں میں بھی آپس میں اچھے تعلقات ہوں۔ اسی طرف خدا تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ ہمیشہ سچائی پر قائم رہو۔ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھو اور پھر اس بات کا بھی کہ اعتماد کی فضا کس طرح قائم ہوتی ہے کہ۔

پس نئے قائم ہونے والے رشتے بھی اس بات کا خیال رکھنے والے ہونے چاہئیں کہ رشتوں کو قائم رکھنے کا، اپنی اصلاح کا اور آئندہ نسلوں کی اصلاح کا ایک اہم ضروری جزو سچائی ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ تمہاری نظر اس بات پر رہنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کیا ہے۔ تمہارے اس دنیا کے عمل، تمہاری سوچیں صرف دنیاوی سوچیں نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی سوچیں ہوں جن کی انتہا اگلے جہان کی جزا سزا پر منتج ہو۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ کرے کہ یہ نئے قائم ہونے والے رشتے ہر لحاظ سے بابرکت بھی ہوں اور ان کی نسلوں میں سے بھی احمدیت کے خادم پیدا ہوتے رہیں۔

ان چند الفاظ کے ساتھ اب مَیں نکاح کا اعلان کروں گا۔ اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا، رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

☆......☆......☆

بینن (مغربی افریقہ) کے لوکوسا ریجن میں نومبائعین کے جلسوں کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

(رپورٹ: عارف محمود شہزاد۔ مبلغ سلسلہ۔ بینن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بینن میں نومبائعین کی تربیت اور انہیں نظام جماعت کا فعال حصہ بنانے کے لئے تربیتی جلسوں کے پروگراموں کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے۔ ماہ نومبر میں ملک کے دوسرے ریجنز کی طرح ریجن لوکوسا میں بھی نومبائعین کے دو جلسے منعقد ہوئے جن کی مختصر رپورٹ ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔

پہلا جلسہ مورخہ 26 نومبر 2014ء کو ایک نومبائع جماعت اتچے ہوئے (Etchéhoué) میں منعقد کیا گیا۔ جلسہ کا آغاز سہ پہر دو بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ بعد ازاں مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے نومبائع افراد نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ایک قریبی جماعت لوکوبا (Lokogba) کے صدر صاحب نے کہا کہ ہم اسلام کے بارے میں غلط خیالات رکھتے تھے اور نفرت کرتے تھے جب احمدیت ہمارے گاؤں میں آئی تو ہم نے اسلام کے حوالے سے کافی سخت زبان کا استعمال کرتے ہوئے تلخ لہجہ میں سوالات کئے لیکن اس کے برعکس احمدی احباب نے بڑے پیار سے ان سوالات کے جواب دئے اس لئے آج مَیں کہتا ہوں کہ اگر احمدیت نہ آتی تو شاید ہماری زندگیاں ایک سیاہ رات کی طرح ہی گزر رہی ہوتیں۔

❁ ایک اور جماعت آئیسا ہوئے (Aissahoué) کے صدر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں مشرک تھا پھر خدا کی تلاش میں عیسائی ہوا لیکن دل کو سکون نہ ملا۔ لیکن جب احمدی ہوا تو دل کو اطمینان ہوا کیونکہ یہ واحد جماعت ہے جو ہمیں اخلاقیات کی تعلیم دیتی ہے اور ہماری اولادوں کی اصلاح کی کوشش بھی کرتی ہے۔ اس کے بعد اس حلقہ کے معلم مکرم چیدیکو رحیمی (Tchedekou Rahimi) صاحب نے مالی قربانی کے موضوع پر تقریر کی جس میں انہوں نے صحابہ کرامؓ کے بعض واقعات بیان کئے اور احباب جماعت کو مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی۔ اس کے بعد خاکسار نے خلافت کی برکات کے حوالے سے بات کی اور بتایا کہ چودہ سو سال بعد آج ہمیں خلافت کی نعمت ملی ہے اس کی بدولت آج جماعت کو دنیا میں عزت اور بلند مقام ملا ہے اور اسی کی برکت ہے کہ ہم سب مختلف قوم اور رنگ ونسل ہونے کے ایک فیملی اور ایک خاندان کی طرح بن گئے ہیں اور اسی طرح ہماری اخلاقی اور معاشرتی حالتوں کو سدھارنے کے لئے جس گہری نظر اور محبت اور اخلاص سے خلافت ہمیں راہنمائی کرتی ہے دنیا کا کوئی نظام اس درد اور ہمدردی سے توجہ نہیں کرتا۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ خلافت جیسی نعمت جواس نے ہم کو عطا کی ہے۔ پروگرام شام ساڑھے چار بجے نماز ظہر وعصر کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ چھ جماعتوں کے شاملین تعداد 218 تھی۔

❁ دوسرا جلسہ مورخہ 30 نومبر 2014ء کو ایک دوسری نومبائع جماعت پوپوہوئے (Kpokpohoué) میں منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد قریبی نومبائع جماعت تانو گولا (Tanou Gola) کے قائد مجلس نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ 2011ء میں بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ اس سے قبل وہ پڑھائی میں کافی کمزور تھے۔ ایک دفعہ وہ فضل عمر تبلیغی کلاس میں گئے جو کہ پورتو نووو (Porto Novo) المہدی مسجد میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کلاس میں مکرم مبلغ صاحب نے انہیں حضور انور کو دعائیہ خط لکھنے کو کہا کہ خلیفۃ المسیح کو دعا کے لیے لکھو گے تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنی جناب سے اس مسئلہ کا حل نکال دے گا۔ چنانچہ انہوں نے بھی اپنی تعلیمی قابلیت کے بارے میں لکھا اور دعا کی درخواست کی اور اللہ تعالیٰ نے حضور انور کی دعا ان کے حق میں قبول فرمائی اور اچھے نمبروں سے پاس ہوئے جس کیا انہیں کوئی امید نہ تھی اس دن سے اُن کے دل میں خلافت احمدیہ پر ایمان بہت مضبوط ہو گیا ہے۔

❁ اس کے بعد ایک اور جماعت تو چانگنی (Tchangni) کے صدر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ واحد جماعت ہے جو ہم سب کو نہ صرف زبانی نمازوں کے پڑھنے کی تلقین کرتی ہے بلکہ اس پر عمل درآمد کروانے کے لئے درد دل سے کوشش بھی کرتی ہے۔

ایک جماعت دوکو دو تو ہوئے (Doko Dotohoué) کے سیکرٹری مال صاحب نے کہا کہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں سب مالی قربانی کا کہتے ہیں اور بہت سے لوگ اپنے اپنے مذہب کی مالی معاونت بھی کرتے ہیں۔ لیکن اُن لوگوں کو پتا نہیں ہوتا کہ ان کی مالی قربانی کس مقصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ میں خلافت کے بابرکت نظام کی وجہ سے ہمارا دیا ہوا چندہ اسلام کی اشاعت اور ترقی کے لیے استعمال ہو رہا ہے اور اس کی تفصیل حضرت خلیفۃ المسیح اکثر بتاتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد ہمارے لوکل مشنری مکرم رزاق اول صاحب نے خدا کی راہ میں مالی قربانی کرنے والوں پر ہونے والے خدا کے فضلوں کا ذکر کیا اور صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے نمونے بیان کئے۔

آخر پر خاکسار نے خلافت کے ساتھ اپنے آپ کو چمٹائے رکھنے اور مضبوط سے مضبوط تر تعلق پیدا کرنے کے لیے افراد جماعت کو حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھنے کی طرف توجہ دلائی اور سب کو ایک ہاتھ پر جمع رہنے کی تلقین کی۔

ساڑھے تین بجے نماز ظہر وعصر کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا، اس جلسہ میں سات جماعتوں کے 241 افراد مردوزن شامل ہوئے۔

دونوں پروگراموں کی تیاری اور شاملین کے لئے کھانے کی پکوائی اور پھر اس کی تقسیم سب کے سب انتظامات نومبائعین نے خود کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نومبائعین کے ایمان اور اخلاص میں ترقی دیتا چلا جائے۔ آمین

☆......☆......☆

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby(Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office:1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Brancht64 Kenley Road- Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر333

مکرم محمد فیصل امین العبداللہ صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی مخالفت کے بارہ میں فرمایا ہے کہ: ’’یہ مخالفتیں ہماری مزرعہ کامیابی کے لئے کھاد کا کام دے رہی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم ایڈیشن 2003ء صفحہ 467 مطبوعہ ربوہ)

اس قسط میں ہم ایک ایسے سعید فطرت کا ذکر کریں گے جس کے بارہ میں یہ کہنا درست ہوگا کہ مخالفین کی مخالفت نے اسے قبول احمدیت کے قریب کر دیا۔ اس دوست نے مخالفین کی زبانی پہلی بار جماعت کا نام سنا۔ پھر محض سرسری علم کی خاطر جماعت کے بارہ میں جاننے کی کوشش کی تو خدا تعالیٰ نے اس پر حقیقت منکشف کر دی۔

تعارف اور مذہبی پس منظر

یہ دوست مکرم محمد فیصل امین قاسم العبداللہ صاحب ہیں جن کا تعلق اردن سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1964ء میں ہوئی، اور پھر 2008ء میں انہوں نے بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ وہ اپنے اس روحانی سفر کا احوال یوں بیان کرتے ہیں:

میری ولادت ایک متدیّن اور اخلاقی روایات کے پابند گھرانے میں ہوئی۔ مَیں شروع سے ہی مولویوں کی تقاریر و وعظ سننے والا تھا۔ پھر جب ٹی وی چینلز کا زمانہ آیا تو میں اسلامی چینلز کو بڑے اہتمام کے ساتھ دیکھتا اور ان پر پیش کئے جانے والے دروس کو بغور سنتا۔ اسی طرح مختلف اسلامی کتب اور تفاسیر بھی میرے مطالعہ میں رہتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ظہورِ امام مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دجّال و یاجوج و ماجوج کے بارہ میں جملہ احادیث کا مجھے علم تھا۔

تنبیہِ مکرّر

2007ء کی بات ہے جب ایک دینی چینل پر محمد الزغبی نامی ایک مولوی کا درس چل رہا تھا۔ مَیں سننے کے لئے بیٹھ گیا۔ درس کا موضوع شیعہ رافضہ تھا اور مولوی صاحب اس فرقہ کو گمراہ اور خارج از اسلام قرار دے کر لوگوں کو اس سے دُور رہنے کی تلقین کر رہے تھے۔ یہ باتیں کرتے کرتے وہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں بولنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ آج کل ایک نیا فرقہ بھی سامنے آیا ہے اور ان کا ایک ٹی وی چینل بھی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ آج سے سو سال قبل ہندوستان میں امام مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہوگیا تھا جو کہ خدا کا نبی تھا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ لہٰذا نبوت کا یہ دعویدار مفتری، دجّال اور کذاب شخص ہے۔ میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں کہ آپ یہ چینل ہرگز نہ دیکھیں تا کہ ان لوگوں کے جال میں نہ پھنس جائیں، کیونکہ جسے اپنے دین کے بارہ میں صحیح علم نہیں ہوتا وہ ایسے لوگوں کے جال میں آسانی سے پھنس جاتا ہے۔ ہم علماء کی بات اور ہے، ہمیں دین کا بھی مکمل علم ہے اس لئے ان کے دھوکہ میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر ہم ان کا چینل اس لئے بھی دیکھتے ہیں تا ان کی افتراء پردازیوں کا ردّ کر سکیں اور ان کے جھوٹ کی حقیقت سب پر آشکار کر دیں۔ پس میری بار بار کی یہی نصیحت ہے کہ آپ اس خطرناک چینل کو ہرگز ہرگز نہ دیکھیں۔

شدّت پسندی کی خطرناک مثال

مولوی صاحب نے تنبیہ و نصیحت کرتے ہوئے یہانتک کہہ دیا کہ فلموں اور گانے والے چینلز کو دیکھنا احمدیوں کے اس چینل کے پروگرام دیکھنے سے کہیں بہتر ہے۔

نیز کہا کہ گو فلمیں، ڈرامے اور گانے دیکھنا معصیت اور بڑا گناہ ہے۔ اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے ایسے گناہ کا ارتکاب انسان کو جہنم تک بھی پہنچا سکتا ہے۔ لیکن ایسے گناہ کا مرتکب مسلمان ہونے کی وجہ سے جہنم سے بہت جلد نکل آئے گا۔ اس کے بالمقابل جو شخص جماعت احمدیہ کا چینل دیکھے گا تو وہ کُفرِ بوّاح دیکھے گا اور یہ فعل اسے نہ صرف فتنوں میں مبتلا کر دے گا بلکہ اسے اسلام کے دائرہ سے بھی خارج کر دے گا، اور ایسی صورت میں اس کا جہنم میں داخلہ ہمیشہ کے لئے ہوگا۔ اس لئے میری نصیحت ہے کہ آپ اس چینل کو دیکھنے سے مجتنب رہیں۔

تنبیہ، ترغیب میں بدل گئی

مولوی صاحب کی اس تقریر کے بعد میں نے سوچا کہ اتنی خطرناک جماعت ہمارے معاشرے میں پنپ رہی ہے اور مجھے اس کا علم ہی نہیں! یہ سوچ کر میں نے اس جماعت کے بارہ میں جاننے کا تہیّہ کر لیا۔

میں نے ایک ڈش لگانے والے سے احمدیوں کے چینل کے بارہ میں پوچھا تو اس نے فوراً کہا کہ تم اس کے بارہ میں کیوں پوچھ رہے ہو؟ یہ تو کافروں کا چینل ہے۔ میں نے کہا کہ میں صرف دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ کہتے کیا ہیں اور کس چیز کا پرچار کرتے ہیں؟ لہٰذا آپ مطمئن رہیں کیونکہ میرے دل میں ان کے لئے کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔ یہ سن کر اس نے مجھے ایم ٹی اے کی فریکوئینسی دے دی، اور یوں میرے احمدیت کی طرف سفر کا آغاز ہوگیا۔

مَیں نے ایم ٹی اے لگایا تو پروگرام ’الحوار المباشر‘ چل رہا تھا۔ اس کو دیکھ کر میرے خیالات بدلنے لگے۔ ازاں بعد میں نے الحوار المباشر کی مزید کچھ اقساط دیکھیں نیز مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کے عیسائیت کے ردّ میں بعض پروگرام دیکھے۔ سب سے زیادہ مجھے تفسیر قرآن کریم کے پروگرام پسند آئے خصوصاً حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کی عقلی تفسیر نے تو میرا دل موہ لیا۔ ملکۂ سبا کے ایمان اور اس کے عرش کو لانے کی تفسیر، نیز اس عرش کو لانے والے جنّ کی حقیقت معلوم کر کے میری تو کایا پلٹ گئی۔

یہی حقیقی تفسیر ہے!

میرا ایک بڑا بھائی آئی سپیشلسٹ ہے لیکن اس نے اسلامی قصص و روایات پر مشتمل بعض کتابیں بھی تالیف کی ہیں۔ میں سلیمان اور ملکۂ سبا کے واقعہ کی صحیح تفسیر جاننے کے بعد سیدھا اپنے بھائی کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ مجھے سلیمان کا قصہ سمجھائیں۔

بھائی: یہ قصّہ تفاسیر کی کتب میں لکھا ہوا موجود ہے کوئی بھی کتاب اٹھا کر پڑھ لو۔

محمد فیصل العبداللہ: مجھے علم ہے کہ یہ سب کچھ تفسیر کی کتابوں میں موجود ہے لیکن میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کیونکہ میرے پاس اس قصّہ کی نئی تفسیر ہے جو عقل و منطق کے عین مطابق ہے۔

بھائی: اگر ایسی بات ہے تو لاؤ سناؤ، ہم بھی دیکھیں کہ تمہارے پاس کیا نیا ہے؟

چنانچہ میں نے حضرت سلیمان کا ایم ٹی اے پر سنا ہوا قصہ اسی تفصیل و شرح کے ساتھ بیان کر دیا۔ یہ سن کر کچھ دیر کے لئے اسے کچھ سجھائی نہ دیا۔ پھر بولا: تم نے یہ تفسیر کہاں سے سنی ہے؟

محمد فیصل: پہلے یہ بتائیں کہ آپ کو یہ تفسیر کیسی لگی ہے؟

بھائی: یہی درست تفسیر ہے اور یہی اصل حقیقت ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اب بتاؤ کہ تم نے یہ تفسیر کہاں سے سنی ہے؟

محمد فیصل: یہ تفسیر میں نے ایک ٹی وی چینل سے سنی ہے جس کے چلانے والوں کا خیال ہے کہ امام مہدی اور مسیح موعود ہندوستان میں ظاہر ہو چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کے نام سے انہوں نے ایک جماعت قائم کی ہے۔ ان کے ٹی وی چینل کا نام ایم ٹی اے ہے۔

میرے بھائی نے مجھ سے اس چینل کی فریکوئینسی لی اور پھر وہ بھی ایم ٹی اے دیکھنے لگا۔

امام مہدیؑ کی عربی دانی کا اعتراف

شاید میرے بھائی نے ایم ٹی اے دیکھ کر کسی مولوی سے احمدیت کے موضوع پر بات کی اور پھر مولوی صاحب نے جو کچھ اسے بتایا بھائی نے اسے ہی درست تسلیم کر لیا۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد میرا بھائی آیا تو کہنے لگا کہ یہ چینل خراب ہے اور غیر حقیقی امور کا پرچار کر رہا ہے اور اس چینل والوں کا مقصد اسلام کو نقصان پہنچانا ہے جبکہ اسلام ان کے باطل خیالات سے پاک ہے۔ اب میں نے ان کا جھوٹ منظر عام پر لانے کا فیصلہ کیا ہے لہٰذا میں ان کے بارہ میں کتاب لکھوں گا جس میں بیان کروں گا کہ نہ اس چینل والوں کو عربی آتی ہے نہ ہی ان کے مسیح موعود کو۔ چنانچہ میرے بھائی نے عربی زبان کے ماہر اساتذہ کو بھی ساتھ ملا لیا اور اس ’’جہاد‘‘ کا آغاز کر دیا۔ کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ ایک روز وہ میرے پاس آیا اور آتے ہی کہنے لگا کہ مجھے عربی نہیں آتی۔ مَیں غلط تھا جبکہ ان کے امام مہدی کی عربی زبان نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ انہوں نے اکثر پرانی بلیغ عربی زبان استعمال کی ہے جس کے اکثر الفاظ ہم نے چھوڑ دیئے ہیں اور اب اسے بولنے والا کوئی نہیں۔ میں عربی ہوں اور مجھے ویسی عربی نہیں آتی جیسی ان کے امام مہدی نے لکھی ہے۔ لہٰذا آج مَیں اقرار کرتا ہوں کہ میں غلط تھا اور وہ حق پر ہیں۔

جماعت سے رابطہ اور بھائی کی بیعت

اسی عرصہ میں مجھے جماعت سے رابطہ کرنے کا خیال آیا۔ مَیں نے سوچا کہ چونکہ مکرم تمیم ابودقّہ صاحب کا تعلق اردن سے ہے لہٰذا مجھے انہی سے رابطہ کرنا چاہئے۔ میں نے لندن میں مرکزِ جماعت میں فون کیا تو مجھے کہا گیا کہ تمیم صاحب آپ کے دیئے گئے نمبر پر کال کر لیں گے۔ ایک ہفتہ گزرنے کے بعد بھی جب مجھے کوئی فون نہ آیا تو میں نے اپنے ملک کی ڈائریکٹری میں تمیم صاحب کا نام تلاش کرنا شروع کر دیا۔ مجھے چار پانچ ایسے ملتے جلتے نام ملے۔ ان میں سے پہلے نمبر پر ہی رِنگ (ring) کیا تو وہ تمیم ابودقّہ صاحب کا ہی تھا۔ ان کی اہلیہ نے بتایا کہ وہ لندن میں ہیں اور چند روز کے بعد لَوٹیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ جب وہ آجائیں تو انہیں میرا نمبر دے کر کہہ دیں مجھے فون کر لیں کیونکہ مجھے ان سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

پھر تمیم صاحب سے میرا رابطہ ہوگیا، اور وہ میرے گھر بھی تشریف لائے اور میرے بھائی کی موجودگی میں ہمارے مابین تفصیلی بات چیت ہوئی۔ یہ بات چیت اپنے اتار چڑھاؤ کے ساتھ تقریباً ایک سال تک چلتی رہی اور اس کا نتیجہ نہایت عجیب صورت میں نکلا۔ ہوا یوں کہ میرا وہ بھائی جسے میرے ذریعہ سے جماعت کے بارہ میں علم ہوا تھا، اور میری حالت کے برعکس جس نے جماعت کے اخلاص اور صداقت کے بارہ میں شک بھی کیا تھا اور اس کے ردّ میں کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تھا، ہاں میرا یہی بھائی ایک سال میں احمدیت کی صداقت کا قائل ہوگیا اور مجھ سے پہلے اس نے بیعت فارم پُر کر کے ارسال کر دیا۔

دعا، رؤیا اور بیعت

میں ابھی بھی تحقیق کے مراحل سے گزر رہا تھا۔ تاہم مجھے کہیں نہ کہیں یہ احساس ضرور تھا کہ اگر یہ حق ہے تو اسے قبول کرنے میں میرا بھائی سبقت لے گیا ہے اور میں ابھی تک محروم ہوں۔ بالآخر جب 2008ء کا رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو میں نے دعا کرنی شروع کی کہ یا باری تعالیٰ مجھ پر اس جماعت اور اسکے بانی کی حقیقت آشکار فرما دے اور مجھے جلد کسی نتیجہ پر پہنچنے کی توفیق عطا فرما۔

15 رمضان المبارک کو میں نے رؤیا میں یہ آیت سنی: رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی۔ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِن (البقرۃ: 261) یعنی اے میرے رب مجھے دکھا دے کہ تو کیسے مردوں کو زندہ کرتا ہے؟ اس (خدا) نے کہا: کیا تو اس بات پر ایمان نہیں لاتا؟ میں نے جب خواب میں یہ آواز سنی تو اس کا جواب دیتے ہوئے فوراً کہا کہ: کیوں نہیں، مَیں ایمان تو لاتا ہوں لیکن میرا یہ مطالبہ اطمینان قلب کی خاطر ہے۔

عجیب بات یہ تھی کہ جب میں بیدار ہوا تو یہ آیت پڑھ رہا تھا۔ پھر اس کے بعد مَیں نے سونے کی کوشش کی لیکن تھوڑی دیر کے بعد نیند کھل جاتی تھی، اور ہر بار خواب میں بھی یہی آیت سنائی دیتی اور جب میں جاگتا تو یہی آیت میری زبان پر جاری ہوتی تھی۔ ایسا پانچ مرتبہ ہوا۔

مَیں نے جب یہ رؤیا مکرم تمیم صاحب کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ کیا دعا کے بعد دکھائے جانے والے اس واضح رؤیا کو دیکھ کر بھی تم بیعت نہیں کرو گے؟ چنانچہ میں نے بیعت کا فیصلہ کر لیا اور جذبات سے مغلوب ہو کر روتے ہوئے تمیم صاحب کے سامنے ہی بیعت فارم پُر کر دیا۔

سارے خاندان کی بیعت

میری بیعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ ایک ایک کر کے میرے تمام خاندان نے بیعت کر لی۔ تاہم میری ایک بیٹی ابھی تک اپنی ضدّ پر قائم ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ وہ شریعت کالج میں پڑھتی رہی ہے اور اب علوم شرعیہ میں ایم اے کر رہی ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی ہدایت نصیب فرمائے اور وہ بھی ہماری طرح امام الزمان کی بیعت میں آ جائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح تمدّن کی بنیاد رکھی

(خطاب فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(برموقع جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقدہ 6 نومبر 1932ء بمقام قادیان)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِیْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِیْ الْأَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيْزِ الْحَکِيْمِ۔ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَکِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَإِنْ کَانُوْا مِن قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۔ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَکِيْمُ۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

(سورۃ الجمعة: 5-1)

پھر فرمایا: ’’پیچش کی وجہ سے مجھے طبّی اجازت تو نہیں تھی کہ اس موقع پر کچھ کہتا لیکن دنیا میں انسان ہر وقت دلیل کے تابع نہیں ہوتا بلکہ کبھی جذبات کے تابع بھی ہوتا ہے اور یہ جذبات اور عقل کا جال ایسے رنگ میں پھیلا ہوا ہے کہ اس میں صحیح امتیاز اور فرق کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ پس میرے جذبات نے عقل کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور اسے یہی جواب دیا کہ تیرے لئے ایسے حکم چلانے کے اور بہت سے مواقع ہیں۔ آج ہمیں اپنا کام کرنے دو۔ تم اپنے لئے کوئی اور موقع تلاش کر لینا۔ اور اس میں شبہ کیا ہے کہ ایسے وجود کے ذکر کے موقع پر جس کی زندگی جہاں ایک طرف عقل وخرد کی بہترین مثال ہے وہاں اس کے ذریعہ جذبات کا بھی نہایت پاکیزہ طور پر ظہور ہوا اور یہ جذباتی تمثال ایسی ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالَم دوامِ ما

دنیا میں خالی عقل نے کبھی زندگی نہیں پائی۔ زندگی ہمیشہ عشق نے پائی ہے، جذبات نے پائی ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے فلاسفر اور عاشق گزرے ہیں لیکن جو حکومت عُشّاق نے لوگوں کے دلوں پر کی وہ فلاسفروں کو حاصل نہ ہوئی۔ انبیاء میں حقیقی عشق کی جو مثالیں ہیں انہیں نظر انداز کر دو اور مجازی عشق ہی کو لے لو۔ دنیا میں کتنے آدمی ہیں جو ارسطو یا افلاطون کی باتوں کو جانتے ہیں یا ان کا نام بھی جانتے ہیں۔ مگر کتنے ہیں جو مجنوں اور لیلیٰ کو جانتے ہیں اور کتنے ہیں جو ان کی نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی شہر یا قصبہ ایسا نہ ہوگا جہاں شاعر نہ ہوں اور یہ شاعر کون ہیں؟ لیلیٰ اور مجنوں کے شاگرد۔ اور ان میں سے ان کو الگ کر کے جن کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں علیحدہ کر دیا ہے اور جو دین کی خدمت یا اسے تازہ کرنے کے لئے شعر لکھتے ہیں باقی تمام وہی ہیں جو لیلیٰ ومجنوں کی نقل کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ وہ لیلیٰ ومجنوں نہیں ہوتے لیکن تم جس وقت ان کا کلام سنو گے تو ایسا معلوم ہوگا گویا انہوں نے کبھی کھانا ہی نہیں کھایا، کبھی تکیہ سے سر نہیں اٹھایا کہ ساری رات ان کی آنکھیں نہ کھلی رہی ہوں اور ان کی آنکھیں کبھی خشک نہیں ہوئیں، جگر اور دل ان کے جسم میں ہے ہی نہیں، مدّتیں ہوئیں کچھ خون بن کر اور کچھ پانی بن کر بہہ چکا ہے اور وہ جیتا جاگتا وجود ہے جو تمہارے سامنے بیٹھا ہوگا، کئی دفعہ مرا اور دفن ہو چکا اور اس کے معشوق نے آ کر اس کی قبر کو ٹھکرا دیا، جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ لیلیٰ ومجنوں کو بھی عشق میں پیچھے چھوڑنا چاہتا ہے۔ تو جتنے دلوں نے عشق پر قبضہ کیا ہے عقل نے نہیں کیا۔ پس ایسا انسان جس نے عقل کے میدان میں ہی اپنی برتری ثابت نہیں کی بلکہ جذبات کے میدان میں بھی سب عاشقوں سے آگے بڑھ گیا حتیٰ کہ کوئی بھی عاشق عشق میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اس کے ذکر کے موقع پر عقل کی بات ماننے سے آج اس نے انکار کر دیا۔

خدا تعالیٰ کے عشق کو جانے دو کیونکہ وہ عام لوگوں کی رسائی سے بالا ہوتا ہے۔ انسانی عشق کو لے لو۔ مجنوں کیا تھا؟ ایک عورت کا عاشق تھا۔ اس کا عشق باغرض تھا۔ وہ اس سے متمتّع ہونا چاہتا تھا۔ اس کے حسن سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ مگر اس کے مقابلہ میں محمدؐ رسول اللہ کا عشق جو دنیا سے تھا، وہ کسی فائدہ کی غرض سے نہ تھا، تمتّع کے خیال سے نہ تھا اور پھر وہ ایک دو سے نہیں، دوستوں اور پیاروں سے نہیں، حسینوں سے نہیں بلکہ سب سے تھا بلکہ بدصورتوں سے زیادہ تھا۔ قرآن کریم میں آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا يَکُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء: 4) اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاید تُو اپنی جان کو ہلاک کر دے گا۔ ان خوبصورتوں کے لئے نہیں جنہوں نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی طرح ایمان لا کر اپنے چہروں کو منوّر کر لیا تھا بلکہ ان بدصورت اور بھونڈی شکل کے لوگوں کے لئے جنہیں دیکھ کر گھِن آتی تھی۔ جنہیں دیکھ کر روحانی شخص کو متلی ہو جاتی تھی جیسے عتبہ، شیبہ، ابوجہل وغیرہ تُو ان کے عشق میں مَرا جاتا ہے کہ کیوں ان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ مجنوں کا عشق اس کے مقابلہ میں کیا ہے۔ اس نے اس سے محبت کی جس کی شکل اسے پسند تھی۔ لیکن محمدؐ رسول اللہ کا عشق ان لوگوں سے بھی تھا جن کی روحانی شکل آپ کو ناپسند تھی۔ پس ایسا جذباتی انسان جس کا عشق کسی ایک سے نہیں ساری دنیا سے وابستہ ہے آج ہی کے لوگوں سے نہیں بلکہ آئندہ زمانوں سے بھی ہے جیسا کہ فرمایا وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی محمدؐ رسول اللہ صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کو ہی فائدہ پہنچانا نہیں چاہتا بلکہ ان لوگوں کے لئے بھی جو ابھی پیدا نہیں ہوئے مفید بننا چاہتا ہے۔

پس غور کرو جذباتی دنیا میں اس کا وجود کتنا عظیم الشان ہے۔ اس کے عشق کی انتہا نہیں۔ وہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی آگ سلگاتا ہے۔ پھر اس سے آسمانوں کی طرف پرواز کرتا ہے اور اس کی روح خدا کے آستانہ پر جا گرتی ہے اور اس کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت سے چنگاری لیتی ہے۔ گویا محدود محبت غیر محدود محبت کو کھینچتی ہے اور پھر دنیا میں آتی ہے اور بعینہٖ اسی طرح جس طرح مشرق سے نکل کر آفتاب کی شعاعیں روئے زمین پر پھیلنی شروع ہو جاتی ہیں اس کی محبت بھی پھیلتی ہے۔ مشرق ومغرب، گورے اور کالے، خوبصورت اور بدصورت سب کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ پھر وہ مکان کی حدبندیوں کو توڑتی ہوئی نکل جاتی ہے اور صدیوں کے بعد صدیاں گزرتی ہیں مگر وہ محبت ختم نہیں ہوتی اور نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو دنیا سے اٹھا لے۔ پھر یہ ایک وقت کی بات نہیں یوں تو ہر نیک بندے پر محبت کے ایّام کبھی کبھی آتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاء کے متعلق آتا ہے کہ آپ ایک دفعہ اپنے شاگردوں کے ساتھ جا رہے تھے راستہ میں ایک خوبصورت لڑکا گزرا۔ آپ نے آگے بڑھ کر اس کا مُنہ چوم لیا۔ اس پر شاگردوں نے بھی ایسا ہی کرنا شروع کر دیا کہ شاید اس میں جلوۂ الٰہی ہو۔ ایک شاگرد جو آپ کے خاص منظورِ نظر تھے انہوں نے ایسا نہ کیا۔ باقیوں نے اس پر چہ میگوئیاں شروع کیں۔ آگے چلے تو ایک بھٹیارن بھٹی میں آگ جلا رہی تھی اور پتوں کی آگ کے شعلے جیسا کہ بہت بلند ہوتے ہیں نکل رہے تھے جو ایک خوبصورت نظارہ پیش کر رہے تھے۔ آپ کھڑے ہو کر اسے دیکھتے رہے۔ پھر جھکے اور شُعلہ کو بوسہ دیا۔ اس وقت اس شاگرد نے بھی شُعلہ کو چوما جس نے لڑکے کو نہیں چُوما تھا لیکن باقی شاگرد کھڑے رہے اور کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے خوبصورت بچے کو چوما تھا کیونکہ چھوٹا بچہ سب کو پیارا لگتا ہے، حالانکہ خواجہ صاحب کو اس میں خدا کا جلوہ نظر آتا تھا، اس لئے انہوں نے اسے چوما تھا لیکن مجھے چونکہ نظر نہ آیا، اس لئے مَیں نے نہ چوما۔ اب اس آگ میں مجھے نظر آیا اور مَیں نے اسے چُوم لیا اور یہاں آپ کی اتّباع کی لیکن وہاں میری آنکھیں نہ کھلیں، اس لئے نہ کی لیکن تم نے ہوا و ہوس کے ماتحت بچہ کو چوما تھا۔ تو وقتی طور پر ہر بزرگ پر ایسا وقت آتا ہے کہ بنی نوع انسان کی محبت سے وہ لبریز ہو جاتا ہے۔ مگر محمدؐ رسول اللہ کی محبت وقتی نہ تھی۔ وہ آپ کی روح اور جسم کا ایک حصہ تھی جس کا پتہ اس سے لگتا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے: لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا یعنی خدا یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ گویا آپ کے دل میں تڑپ تھی کہ یہود ونصاریٰ کیوں اپنے لئے جہنم خرید رہے ہیں اور پھر اپنے ماننے والوں کو تنبیہ کی کہ وہ ایسا نہ کریں۔ گویا سکراتِ موت کے وقت بھی آپ کے اندر مسلمان اور کفّار دونوں کی محبت کا جلوہ تھا۔ ایک طرف یہود ونصاریٰ کو شرک سے بچانے کا درد تھا اور دوسری طرف یہ درد تھا کہ یہی غلطی میرے ماننے والے بھی نہ کریں۔ غرض آپ کی ساری زندگی یہ ثابت کرتی ہے کہ آپ بنی نوع انسان کے ہر طبقہ کے لئے ہمدردی رکھتے تھے۔

آج کے لئے جو مضامین مقرر کئے گئے ہیں وہ دو ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمدّن کی بنیاد مستحکم اصول پر رکھی۔ اور دوسرے یہ کہ آپ نے احکام کی حکمتیں بیان کیں۔ یہ دونوں اکٹھے بھی بیان ہو سکتے ہیں اور الگ الگ بھی۔ لیکن مَیں اکٹھا ہی بیان کروں گا۔

میرے نزدیک تو وہ شخص جس کے دل میں انسان کی محبت ہے یعنی بنی نوع انسان کی، ایک فرد یا بعض افراد کی نہیں بلکہ سب کے سب کی ہو اس کے کام یقیناً ایسی حکمت پر مبنی ہوں گے جو فائدہ کا موجب ہو۔ انسان تبھی بے عقلی کا کام کرتا ہے جب وہ اپنے خودساختہ اصول کو مقدم رکھے اور بنی نوع انسان کے فائدہ کو مؤخّر کرے۔ ایسا شخص جب بھی کوئی فیصلہ کرے گا ضرور نامعقول باتیں کرے گا۔

لیکن جو بنی نوع انسان کا فائدہ چاہتا ہے اس کے اصول میں بعض اوقات تغیّر وتبدّل بھی ہوگا۔ مثلاً ایک بچہ بیمار ہے طبیب اور ماں باپ دونوں کا اس سے تعلق ہے۔ اگر ڈاکٹر کی دوائی سے فائدہ نہیں پہنچتا تو ماں باپ چاہیں گے کہ کسی طبیب کو بھی مشورہ کے لئے بلا لیں لیکن ڈاکٹر کہے گا کہ اگر طبیب کو بلاتے ہو تو مَیں جاتا ہوں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اسے بچہ کی جان بچانے سے کوئی غرض نہیں، وہ صرف اپنے اصول کی برتری منوانا چاہتا ہے۔ یہی حال اطبّاء کا ہے۔

حضرت خلیفہ اوّل ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ (اب تو اطبّاء بھی انگریزی ادویہ کا استعمال کرنے لگ گئے ہیں مگر پہلے ان کا تعصّب ڈاکٹروں سے بھی بڑھا ہوا تھا)۔ ایک رئیس کا بچہ بیمار تھا اس نے آپ کو بھی بلایا۔ آپ فرماتے مَیں گیا تو سِول سرجن بھی وہاں موجود تھا۔ وہ تھرمامیٹر لگا کر ٹمپریچر دیکھنا چاہتا تھا مگر ان کا خاندانی طبیب کہہ رہا تھا مَیں جاتا ہوں۔ انگریزی ادویہ تمام گرم خشک ہوتی ہیں تھرمامیٹر سے بچا مر جائے گا۔ رئیس نے آپ سے کہا حکیم صاحب کو سمجھائیں۔ آپ نے کہا: حکیم صاحب بے شک انگریزی ادویہ گرم خشک ہوتی ہیں مگر یہ دوائی نہیں، یہ تو آلہ ہے۔ لیکن حکیم صاحب کہاں مانتے تھے۔ کہنے لگے انگریزوں کی ہر چیز گرم خشک ہوتی ہے، مَیں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ اب کوئی ماں باپ ایسا نہیں کر سکتے۔ انہیں اس سے غرض نہیں ہوگی کہ طب یونانی جیتتی ہے یا انگریزی۔ ان کا مقصود تو یہ ہوگا کہ جس طرح بھی ہو بچے کی جان بچ جائے اس لئے ماں باپ کی رائے زیادہ صحیح ہوتی ہے اور اِلّا ماشاء اللہ عام طور پر لوگ اس بات کو خوب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ اچھا ڈاکٹر اور اچھا وکیل کونسا ہوتا ہے۔ تو جو شخص بنی نوع انسان کی محبت اپنے دل میں رکھے گا اس کے اصول یقیناً صحیح ہوں گے۔ قطع نظر اس سے کہ الٰہی کلام صحیح ہونا چاہئے اگر فلسفیانہ نقطۂ نظر سے بھی دیکھا جائے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احساس دوسرے تمام انسانوں سے زیادہ وسیع ہے۔ کیونکہ جتنی محبت ہو، اتنا ہی زیادہ اس چیز کا مطالعہ ہوگا اور اس لئے اس کا فائدہ بھی زیادہ ملحوظ رہے گا اور جس کے دل میں بنی نوع انسان کا عشق ہوگا اس کے اصول کی بنیاد زیادہ مستحکم ہوگی اور وہی بات ہوگی کہ:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

جس کے دل میں عشق کی لَو لگی ہوگی اسے ہر دم یہی خیال ہوگا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچایا جائے اور یہی مقصد پیش نظر رہے گا کہ اپنے معشوقوں کو دکھ و درد سے بچایا جائے۔ اس وقت یہ بات ہوگی کہ

ثبت اس بر جریدۂ عالَم دوامِ ما

اور ایسا شخص جس کا دل عشق سے زندہ ہو، وہ اپنے پیچھے ایسی باتیں چھوڑے گا جو کبھی مٹ نہیں سکتیں۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اصول الہاماً بتائے یا الہام سے استنباط کر کے بتائے، ان کا استحکام عشق کے مطابق ہے اور عشق چونکہ غیر محدود استحکام رکھتا ہے، اس لئے ان اصول کا استحکام بھی غیر محدود ہے اور چونکہ ان کی بنیاد عشق ہے اس لئے کہنا پڑے گا کہ اسلامی اصول کی بنیاد حکمت پر ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے سیدھے چلتے جاؤ وہاں تمہیں فلاں چیز ملے گی۔ اب سیدھے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرف بھی انسان منہ کرے آگے سیدھا ہی ہوگا۔ لیکن ایک اور شخص ہے جو ایک راستہ بتاتا ہے اور ساتھ ہی نقشہ دے دیتا ہے کہ اس کے مطابق چلے جاؤ۔ اب اس پر عمل کرنے سے کامیابی ہوگی۔ لیکن غیر معیّن بات کبھی کامرانی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ فرض کرو ایک جرنیل حکم دیتا ہے کہ بہرحال تم نے فلاں جگہ پہنچنا ہے لیکن ایک جرنیل ساتھ ہی مزید راہنمائی کے لئے یہ بھی بتا دیتا ہے کہ پیش آمدہ متوقع مشکلات پر کس طرح قابو پایا جائے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ بہرحال پہنچنے کا حکم دینے والے کی فوج کو جہاں کوئی روک پیش آئے گی مشکل میں پڑ جائے گی لیکن دوسرے کو زیادہ کامیابی ہوگی کیونکہ اس کے احکام حکمت پر مبنی ہوں گے اور دوام ہمیشہ حکمت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ پس یہ دونوں مضمون مشترک ہیں اس لئے مَیں تمدّن کی بعض باتوں کو لے لیتا ہوں اور ان کے اندر ہی دوسری باتیں بھی آ جائیں گی۔

.... (باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

آج کا جمعہ اس نئے سال 2015ء کا پہلا جمعہ ہے۔ مجھے مختلف لوگوں کے نئے سال کے مبارکباد کے پیغام آ رہے ہیں۔ آپ سب کو بھی یہ نیا سال ہر لحاظ سے مبارک ہو۔ لیکن ساتھ ہی مَیں یہ بھی کہوں گا کہ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کا فائدہ ہمیں تبھی ہوگا جب ہم اپنے یہ جائزے لیں کہ گزشتہ سال میں ہم نے اپنے احمدی ہونے کے حق کو کس قدر ادا کیا ہے اور آئندہ کے لئے ہم اس حق کو ادا کرنے کے لئے کتنی کوشش کریں گے۔ پس ہمیں اس جمعہ سے آئندہ کے لئے ایسے ارادے قائم کرنے چاہئیں جو نئے سال میں ہمارے لئے اس حق کی ادائیگی کے لئے چستی اور محنت کا سامان پیدا کرتے رہیں۔

ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا ہے اس کا حق نیکیوں کے بجالانے سے ہی ادا ہوگا لیکن ان نیکیوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں۔ ہمارے لئے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں کھول کر بیان فرما دیئے ہیں۔ پس اگر ہم نے اپنے سالوں کی خوشیوں کو حقیقی رنگ میں منانا ہے تو ان باتوں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ شرائط بیعت کے حوالہ سے افراد جماعت کو نہایت اہم نصائح

مکرم لقمان شہزاد صاحب ابن مکرم اللہ دتہ صاحب آف بھڑی شاہ رحمان کی شہادت۔ مکرمہ شہزادے ستانوسکا صاحبہ آف مقدونیہ کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 02 رجنوری 2015ء بمطابق 02 صلح 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج کا جمعہ اس نئے سال 2015ء کا پہلا جمعہ ہے۔ مجھے مختلف لوگوں کے نئے سال کے مبارکباد کے پیغام آ رہے ہیں۔ فیکسیں بھی اور زبانی بھی لوگ کہتے ہیں۔ آپ سب کو بھی یہ نیا سال ہر لحاظ سے مبارک ہو۔ لیکن ساتھ ہی مَیں یہ بھی کہوں گا کہ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کا فائدہ ہمیں تبھی ہوگا جب ہم اپنے یہ جائزے لیں کہ گزشتہ سال میں ہم نے اپنے احمدی ہونے کے حق کو کس قدر ادا کیا ہے اور آئندہ کے لئے ہم اس حق کو ادا کرنے کے لئے کتنی کوشش کریں گے۔ پس ہمیں اس جمعہ سے آئندہ کے لئے ایسے ارادے قائم کرنے چاہئیں جو نئے سال میں ہمارے لئے اس حق کی ادائیگی کے لئے چستی اور محنت کا سامان پیدا کرتے رہیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا ہے اس کا حق نیکیوں کے بجالانے سے ہی ادا ہوگا لیکن ان نیکیوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں۔ تو واضح ہو کہ ہر اس شخص کے لئے جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے اور احمدی ہے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود مہیا فرما دیئے ہیں، بیان فرما دیئے ہیں اور اب تو نئے وسائل اور نئی ٹیکنالوجی کے ذریعہ سے ہر شخص کم از کم سال میں ایک دفعہ خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر یہ عہد کرتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ معیاروں کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرے گا۔ اور ہمارے لئے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں کھول کر بیان فرما دیئے ہیں۔ کہنے کو تو یہ دس شرائط بیعت ہیں لیکن ان میں ایک احمدی ہونے کے ناطے جو ذمہ داریاں ہیں ان کی تعداد موٹے طور پر بھی لیں تو تیس سے زیادہ بنتی ہے۔ پس اگر ہم نے اپنے سالوں کی خوشیوں کو حقیقی رنگ میں منانا ہے تو ان باتوں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ جو شخص احمدی کہلا کر اس بات پر خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے وفات مسیح کے مسئلے کو مان لیا یا آنے والا مسیح جس کی پیشگوئی کی گئی تھی اس کو مان لیا اور اس پر ایمان لے آیا تو یہ کافی نہیں ہے۔ بیشک یہ پہلا قدم ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم نیکیوں کی گہرائی میں جا کر انہیں سمجھ کر ان پر عمل کریں اور برائیوں سے اپنے آپ کو اس طرح بچائیں جیسے ایک خونخوار درندے کو دیکھ کر انسان اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب یہ ہوگا تو تب ہم نہ صرف اپنی حالتوں میں انقلاب لانے والے ہوں گے بلکہ دنیا کو بدلنے اور خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا ذریعہ بن سکیں گے۔

بہرحال ان باتوں کی تھوڑی سی تفصیل یاددہانی کے طور پر آج مَیں بیان کروں گا۔ یہ یاددہانی انتہائی ضروری ہے۔ ہماری بیعت کا مقصد ہمارے سامنے آتا رہنا چاہئے۔

پہلی بات جو آپ نے ہمیں فرمائی ہے وہ شرک سے بچنے کا عہد ہے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 563)

ایک مومن جو خدا پر ایمان لانے والا ہو اور خدا پر ایمان کی وجہ سے ہی خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں زمانے کے امام کی بیعت کر رہا ہو۔ ایسے شخص کا اور شرک کا تو دُور کا بھی واسطہ نہیں ہوسکتا۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک مشرک اللہ تعالیٰ کی بات مانے۔ لیکن نہیں جس باریک شرک کی طرف ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام توجہ دلا رہے ہیں وہ کوئی ظاہری شرک نہیں ہے بلکہ مخفی شرک ہے جو ایک مومن کے ایمان کو کمزور کر دیتا ہے۔ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے۔ بُت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگہ میں بُت ہے۔‘‘

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349)

پس آج ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ گزشتہ سال میں ہم نے جن تدبیروں اور حیلوں پر انحصار کیا، انہی کو سب کچھ سمجھا یا یہ چیزیں صرف ہم نے تدبیر کے طور پر استعمال کیں اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر ان تدبیروں سے اللہ تعالیٰ کی خیر اور برکت چاہی۔ اپنے آپ کا انصاف کی نظر سے جائزہ خود ہمیں اپنے عہد کی حقیقت بتا دے گا۔

پھر آپ علیہ السلام نے ہم سے یہ عہد لیا کہ جھوٹ نہیں بولوں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 563)

کون عقلمند انسان ہے جو کہے کہ جھوٹ اچھی چیز ہے یا جھوٹ بولنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’انسان جب تک کوئی غرض نفسانی اس کی محرّک نہ ہو جھوٹ بولنا نہیں چاہتا۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 360)

پس نفسانی غرض ہو، کوئی مفاد ہو تبھی انسان جھوٹ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ لیکن اعلیٰ اخلاق یہ ہیں کہ جان مال یا آبرو کو خطرہ ہو پھر بھی جھوٹ نہ بولے اور سچ کا دامن کبھی نہ چھوڑے۔ جھوٹے اور سچے کا تو پتا ہی اس وقت چلتا ہے جب کوئی ابتلا درپیش ہو۔ ذاتی مفاد متاثر ہونے کا خطرہ ہو لیکن پھر بھی اس میں سے سرخرو ہو کر نکلے۔ اپنے ذاتی مفادات کو سچائی پر قربان کر دے۔

آجکل یہاں اور یورپین ممالک میں بھی اسائلم کے لئے لوگ آتے ہیں لیکن باوجود میرے بار بار سمجھانے کے ان وکیلوں کے کہنے پر جھوٹ بول دیتے ہیں۔ جھوٹ پر مبنی کہانی لکھواتے ہیں اور پھر بھی بعضوں کے بلکہ بہت ساروں کے کیس reject ہو جاتے ہیں۔ باقی دنیا میں بھی اور یہاں بھی جماعتی طور پر وکیلوں کی ایک مرکزی ٹیم ہے۔ وہ اسائلم لینے والوں کی مدد کرتی ہے۔ ان کو وکیلوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے یا انہیں بعض ایسی ضروری باتیں بتاتے ہیں اور مشورہ دیتے ہیں جو اُن کے کیس کے لئے مفید ہوں۔ کئی مرتبہ ہوا ہے کہ مجھے کمیٹی کے صدر نے کہا کہ فلاں کا کیس اس لئے reject ہوا ہے کہ بے انتہا جھوٹ تھا۔ صرف ایک دنیاوی مفاد حاصل کرنے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا اور یہ بھی نہ سوچا کہ جھوٹ اور شرک کو اللہ تعالیٰ نے اکٹھا کر کے بیان فرمایا ہے۔ پھر اسی طرح بعض benefits لینے کے لئے غلط بیانی کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’جھوٹ بھی ایک بُت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 361)

پس اس باریکی سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

پھر فرمایا یہ عہد کرو کہ زنا سے بچو گے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد3 صفحہ 563)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’زنا کے قریب مت جاؤ یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہو اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 342)

اب آجکل ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے اس پر ایسی بیہودہ فلمیں چلتی ہیں یا کھولنے سے نکل آتی ہیں جو نظر کا بھی زنا ہے، خیالات کا بھی زنا ہے، پھر برائیوں میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ گھروں کے ٹوٹنے کی وجہ ہے۔ کئی عورتیں اور لڑکیاں اپنے خاوندوں کے بارے میں لکھتی ہیں کہ سارا دن انٹرنیٹ پر بیٹھے رہتے ہیں اور بیٹھ کر گندی فلمیں دیکھتے ہیں۔ بعض مرد بھی اپنی بیویوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔ اور پھر نتیجۃً خلع اور طلاق تک نوبت آ جاتی ہے۔ یا انہی فلموں کی وجہ سے جانوروں سے بھی زیادہ بدترین بن جاتے ہیں۔ احمدی معاشرہ عموماً تو اس سے بچا ہوا ہے۔ شاذ و نادر کے سوا کوئی ایسے واقعات نہیں ہوتے لیکن اگر اس معاشرے میں رہتے ہوئے اس گند سے اپنے آپ کو بچانے کی بھرپور کوشش نہ کی تو پھر کسی پاکیزگی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ پس اس بارے میں بھی بہت فکر سے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

پھر ایک عہد ہم سے یہ لیا کہ بدنظری سے بچوں گا۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد3 صفحہ 563)

اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں غضّ بصر کا حکم دیا ہے تا کہ بدنظری کا موقع ہی پیدا نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو دیکھنے کی بجائے جھک جاتی ہے۔

(سنن الدارمی، کتاب الجهاد، باب فی الذی یسهر ...... الخ حدیث 2404 صفحہ 773۔ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت 2000ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں......‘‘ فرماتے ہیں: ’’ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 343)

آپ نے فرمایا کہ: ’’اسلام نے شرائط پابندی ہر دو عورتوں اور مَردوں کے واسطے لازم کئے ہیں۔ پردہ کرنے کا حکم جیسا کہ عورتوں کو ہے مَردوں کو بھی ویسا ہی تاکیدی حکم ہے غضّ بصر کا۔‘‘

(ملفوظات جلد10 صفحہ 346۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس بات پر بھی ہمیں غور کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ کس حد تک ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔

پھر آپؑ نے ہم سے یہ عہد لیا کہ ہر ایک فسق و فجور سے بچوں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد3 صفحہ 563)

اللہ تعالیٰ کے احکامات سے باہر نکلنا فسق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ ’’گالی گلوچ کرنا فسق ہے۔‘‘ (سنن ابن ماجه باب اجتناب البدع والجدل حدیث 46)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ: ’’قرآن سے تو ثابت ہوتا ہے کہ کافر سے پہلے فاسق کو سزا دینی چاہئے۔‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 367۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

فرمایا: ’’جب یہ‘‘ (یعنی مسلمان) ’’فسق و فجور میں حد سے نکلنے لگے اور خدا کے احکام کی ہتک اور شعائر اللہ سے نفرت ان میں آ گئی اور دنیا اور اس کی زیب و زینت میں ہی گم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اسی طرح ہلاکو، چنگیز خان وغیرہ سے برباد کرایا۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 133۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آجکل بھی دنیا کا، مسلمانوں کا یہی حال ہے۔

پھر ایک عہد بیعت کرنے والے سے یہ لیا گیا ہے کہ ظلم نہیں کرے گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد3 صفحہ 563)

ظلم ایک انتہائی بڑا گناہ ہے۔ کسی کا حق غلط طریق سے دبانا بہت بڑا ظلم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ کونسا ظلم سب سے بڑا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے حق میں سے ایک ہاتھ زمین دبا لے۔ فرمایا اس زمین کا ایک کنکر بھی جو اس نے از راہ ظلم لیا ہو گا تو اس کے نیچے کی زمین کے جملہ طبقات کا طوق بن کر قیامت کے روز اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد دوم صفحہ 61 مسند عبد اللہ بن مسعود حدیث 3772 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

یعنی اس زمین کے نیچے گہرائی تک جتنی زمین ہے، (اللہ جانتا ہے کتنی زمین ہے) اس کا ایک طوق بنے گا اور اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ وہ لوگ جو مقدمات میں اَناؤں کی وجہ سے یا ذاتی مفادات کو حاصل کرنے کی وجہ سے لوگوں کے حق مارتے ہیں ان کو سوچنا چاہئے۔

پھر ایک عہد ہم سے یہ لیا گیا ہے کہ خیانت نہیں کریں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد3 صفحہ 563)

اور خیانت نہ کرنے کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پیش فرمایا؟ فرمایا اس شخص سے بھی خیانت سے پیش نہ آؤ جو تم سے خیانت سے پیش آ چکا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی الرجل یاخذ حقه من تحت یده حدیث 3535)

پس یہ معیار ہیں جو ہمیں حاصل کرنے ہیں۔ کوئی عذر نہیں کہ فلاں کی امانت میں نے اس لئے قبضے میں کر لی یا اس کی چیز دبا لی کہ اس نے فلاں وقت میرے ساتھ خیانت کا معاملہ کیا تھا۔ اپنے حقوق کے لئے قضا یا اگر دوسرا فریق غیر از جماعت ہے تو عدالت میں جاؤ۔ اگر جماعت کہتی ہے تو عدالت میں جائیں لیکن خیانت کا تصور ہی مومن کے ایمان کی بنیاد ہلا دیتا ہے۔

پھر یہ عہد ہے کہ ہر قسم کے فساد سے بچوں گا۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد3 صفحہ 564)

اپنوں کے ساتھ جھگڑوں اور فساد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ غیروں سے جو ہمیں تکلیفیں پہنچ رہی ہیں ان سے بھی سلوک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ کیا ہے؟

فرمایا: ’’وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے ان سے دنگا یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو......‘‘۔ فرمایا: ’’دیکھو میں اس امر کے لئے مأمور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو......‘‘ فرمایا: ’’جب میں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔ اس طریق کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 204-203۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس نہ اپنوں سے (جھگڑیں) نہ غیروں سے۔ ہم میں سے وہ لوگ جو (لڑائی جھگڑا کرنے والے ہیں) اگر بیویوں کے ساتھ سلوک میں یا اپنے بھائیوں کے ساتھ تعلقات میں یا اپنے ماحول کے لوگوں کے ساتھ سلوک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کو سامنے رکھیں تو تھوڑے بہت معاملات بھی جو ان شکایات کے سامنے آتے ہیں یہ بھی نہ آئیں۔ یا کم از کم ان میں غیر معمولی کمی واقع ہو جائے۔

پھر ایک عہد ہم سے یہ لیا کہ بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہوں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد3 صفحہ 564)

یہ باغیانہ رویّہ چاہے نظام جماعت کے کسی ادنیٰ کارکن کے خلاف ہے یا حکومت وقت کے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے رویّوں سے بھی بچنے کی ہدایت فرمائی ہے جن سے بغاوت کی بُو آتی ہے۔ دین میں دخل اندازی کے علاوہ حکومت وقت کے باقی احکامات کے خلاف ایسے رویّے دکھانا جو خود کو قانون شکن بنا رہے ہوں یا دوسروں کو قانون کے خلاف بھڑکا سکتے ہوں یہ اسلامی طریق نہیں ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ نفسانی جوشوں سے مغلوب نہ ہونے کا بھی عہد کرو۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

پہلے بھی میں نے بتایا کہ آجکل ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعہ نفسانی جوشوں سے مغلوب ہونے کے بہت سے مواقع ہیں۔ پھر لڑائی جھگڑے، دنگا فساد بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ انسان نفسانی جوشوں سے مغلوب ہوتا ہے۔ پس چھوٹی سے چھوٹی بات بھی جو کسی بھی طرح نفسانی جوشوں کو ابھارنے والی یا ان سے مغلوب کرنے والی ہے ان سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنا ایک احمدی کا فرض ہے۔

پھر فرمایا کہ احمدیت میں داخل ہو کر اس بات کا بھی عہد کرو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بھی پابندی کرنی ہے کہ نمازوں کو پانچ وقت اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرنا ہے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

دس سال کے عمر کے بچے پر بھی نماز فرض ہے۔ پس والدین کو اس کی نگرانی کی ضرورت ہے اور اس نگرانی کا حق تبھی ادا ہو گا جب خود والدین نمازوں میں نمونہ ہوں گے۔ بہت ساری شکایتیں میرے پاس آتی ہیں۔ بعض بچے بھی کہتے ہیں کہ ہمارے والدین نماز نہیں پڑھتے یا بیویاں کہتی ہیں کہ خاوند نماز نہیں پڑھتے۔ بچے کیا نمونہ دیکھ رہے ہوں گے؟ مردوں کے لئے پانچ وقت کی نماز شرائط کے ساتھ ادا کرنے کا مطلب ہے کہ مسجد جا کر باجماعت نماز ادا کریں سوائے بیماری یا کسی بھی خاص جائز عذر کے۔ اگر اس پر عمل شروع ہو جائے تو ہماری مسجدیں نمازیوں سے بھر جائیں۔ صرف عہدیداران ہی اس پر عمل کرنا شروع کر دیں تو بہت فرق پڑ سکتا ہے۔ اس بارے میں مَیں وقتاً فوقتاً کہتا رہتا ہوں لیکن ابھی بھی بہت کمی ہے اور کوشش کی ضرورت ہے۔ جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کو اس بارے میں بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا؟‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 254 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اس میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں۔ پس اس طرف ہر احمدی کو بہت بڑھ کر کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر یہ عہد ہم سے لیا کہ نماز تہجد کا بھی التزام کریں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’تمہیں نماز تہجد کا التزام کرنا چاہئے کیونکہ یہ گزشتہ صالحین کا طریق رہا ہے اور قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ یہ عادت گناہوں سے روکتی ہے اور برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بچاتی ہے‘‘۔ (سنن الترمذی کتاب الدعوات باب 112 حدیث 3549)

پس نہ صرف روحانی علاج ہے بلکہ جسمانی علاج بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہرحال مل جائے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 245۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس طرف بھی ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

پھر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا ہم سے عہد لیا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه...... حدیث 849)

پس بڑی اہمیت ہے درود کی اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے بھی درود انتہائی ضروری ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک تو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے اس میں سے کوئی حصہ بھی اوپر نہیں جاتا۔

(سنن الترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی فضل الصلوة علی النبی ﷺ حدیث 486)

پھر بیعت میں ایک عہد ہم یہ کرتے ہیں کہ استغفار میں باقاعدگی اختیار کریں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استغفار کو چمٹا رہتا ہے یعنی بہت زیادہ استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور اس کی ہر مشکل سے اس کے لئے کشائش کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور ان راہوں سے رزق دیتا ہے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الوتر باب فی الاستغفار حدیث 1518)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا ہو، اسے علم ہو یا نہ ہو...... استغفار کرتا رہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 275۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس اہمیت کو بھی ہمیں ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔

پھر ہم سے یہ عہد لیا کہ خدا تعالیٰ کے احسانوں کو ہم یاد رکھیں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں سے سب سے بڑا احسان تو یہی ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان یاد رہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خالص تعلق جوڑنے کی کوشش بھی ہر وقت رہے گی اور آپ کی باتوں پر عمل کرنے کی طرف توجہ رہے گی۔

پھر یہ عہد ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا رہوں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اہم کام اگر اللہ تعالیٰ کی حمد کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت اور بے اثر ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجه، ابواب النكاح باب خطبة النكاح حدیث نمبر 1894)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر نہیں کرتا اور جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کر پاتا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 297 مسند نعمان بن بشیرؓ حدیث 18640 مطبوعہ بیروت 1998ء)

پس اللہ تعالیٰ کی حمد کو اس طرح کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بھی ممنون احسان رہیں۔

پھر ایک عہد ہم نے یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عام مخلوق کو تکلیف نہیں دیں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

پھر یہ عہد ہے کہ مسلمانوں کو خاص طور پر اپنے نفسانی جوشوں سے ناجائز تکلیف نہیں دیں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

جس حد تک عفو کا سلوک ہو سکتا ہے کرنا ہے۔ لیکن اگر مجبوری سے کسی کے حد سے زیادہ تکلیف دِہ رویے کی وجہ سے اصلاح کی خاطر، ذاتی عناد کی وجہ سے نہیں، غصے کی وجہ سے نہیں بلکہ اصلاح کی خاطر کسی کو سزا دینی ضروری ہے تو پھر اپنے ہاتھ میں معاملہ نہیں لینا بلکہ حکّام تک بات پہنچانی ہے۔ جو اصلاح بھی کرنی ہے صاحب اختیار نے کرنی ہے۔ ہر ایک کا کام نہیں کہ اصلاح کرتا پھرے۔ خود کسی سے بدلے نہیں لینے۔ عاجزی اور انکساری کو اپنا شعار بنانا ہے۔

پھر یہ عہد ہے کہ ہر حالت میں خدا تعالیٰ کا وفادار رہنا ہے۔ خوشی اور تکلیف ہر حالت میں خدا تعالیٰ کا دامن ہی پکڑے رکھنا ہے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا کام بھی عجیب ہے۔ اس کے سارے کام برکت ہی برکت ہوتے ہیں۔ یہ فضل صرف مومن کے لئے ہی خاص ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی اور مسرت اور فراخی نصیب ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے اور اس کی شکرگزاری اس کے لئے مزید خیر و برکت کا موجب بنتی ہے اور اگر اس کو کوئی دکھ، رنج، تنگی اور نقصان پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے۔ اس کا یہ طرزِ عمل بھی اس کے لئے خیر و برکت کا ہی باعث بن جاتا ہے کیونکہ وہ صبر کے ثواب کو حاصل کرتا ہے۔

(صحيح مسلم كتاب الزهد والرقاق باب المؤمن امره كله خير حدیث 7500)

پس ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دوڑنا ایک مومن کا کام ہے۔

اور جب یہ ہو گا تو اس عہد کو بھی ہم پورا کرنے والے ہوں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر ذلّت اور دکھ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں اور کبھی کسی مصیبت کے وارد ہونے پر منہ نہیں پھیریں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے، نہ لوگوں کے سبّ و شتم سے، نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے‘‘۔

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 24)

پس ہم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بن کر رہنا ہے اور اس کے لئے کوشش کرنی ہے انشاء اللہ اور دکھ اور ذلت بھی دیئے جائیں تو کبھی اس کی پرواہ نہیں کرنی یہ ہمارا عہد ہے۔

پھر یہ عہد ہے کہ رسم و رواج کے پیچھے نہیں چلیں گے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دین کے معاملے میں کوئی ایسی رسم پیدا کرتا ہے جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ رسم مردود اور غیر مقبول ہے۔

(صحيح البخاري كتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علىٰ صلح جور...... حدیث 2697)

پس اس بارے میں ہر وقت ہمیں بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔ آجکل شادی بیاہ کے معاملے میں غلط قسم کے رسوم و رواج پیدا ہو گئے ہیں۔ احمدیوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ اپنے دائیں بائیں دیکھ کر، دوسروں کو دیکھ

کر ان رسوم میں نہیں پڑنا چاہئے۔ اس بارے میں تفصیل سے بھی ایک دفعہ مَیں بتا چکا ہوں۔ سیکرٹریان تربیت اور لجنہ کو چاہئے کہ وہ وقتاً فوقتاً جماعت کے سامنے یہ باتیں رکھتے رہیں تا کہ غیر مقبول فعل سے افراد جماعت بچتے رہیں۔

پھر یہ عہد ہے کہ کبھی ہوا و ہوس کے پیچھے نہیں چلوں گا۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جو کوئی اپنے ربّ کے آگے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اور اپنے نفس کی خواہشوں کو روکتا ہے تو جنّت اس کا مقام ہے۔ ہوائے نفس کو روکنا یہی فنا فی اللہ ہونا ہے اور اس سے انسان خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے اِسی جہان میں مقام جنت کو پہنچ سکتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 413 تا 414۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر یہ عہد ہے کہ قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کروں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

پھر یہ عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان کو ہم اپنے لئے مشعل راہ بنائیں گے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 125۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس کے حصول کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔
پھر یہ عہد ہے تکبّر اور نخوت کو مکمل طور پر چھوڑ دیں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رُسوا کرتی ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 598)

پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ پھر فرمایا: ''مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے''۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 402)

پھر یہ عہد لیا گیا ہے کہ فروتنی اور عاجزی اختیار کروں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر عاجزی اور انکساری اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ رفع کرے گا، اس کو بلند کردے گا اور یہاں تک کہ اس کو علّیین میں جگہ دے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 191 مسند ابی سعید الخدریؓ حدیث نمبر 11747 مطبوعہ بیروت 1998ء)

عاجزی انکساری اختیار کرنے سے ایک درجہ بلند ہوتا جائے گا۔ اگر یہ مسلسل رہے تو یہاں تک بلند ہوتا جائے گا کہ جنّتوں کے جو اعلیٰ ترین معیار ہیں ان میں جگہ دے دے گا۔
پھر یہ عہد ہے کہ ہم ہمیشہ خوش خُلقی اپنا شیوہ بنائیں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

اس کو بھی ہر ایک کو سامنے رکھنا چاہئے۔
پھر یہ عہد ہے کہ حلیمی اور مسکینی سے اپنی زندگی بسر کریں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو''۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 54۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر یہ عہد لیا کہ دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان مال عزت اور اولاد سے زیادہ عزیز سمجھوں گا۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

پھر یہ عہد لیا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمیشہ ہمدردی کروں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''یاد رکھو اللہ تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے...... پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلاتمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے''۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 284-285۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر یہ عہد لیا کہ خداداد طاقتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جس قدر خلقت کی حاجات ہیں اور جس قدر مختلف وجوہ اور طُرق کی راہ سے قسّامِ ازل نے بعض کو بعض کا محتاج کر رکھا ہے ان تمام امور میں محض لِلّٰہ اپنی حقیقی اور بے غرضانہ اور سچی ہمدردی سے جو اپنے وجود سے صادر ہو سکتی ہے ان کو نفع پہنچاوے اور ہر یک مدد کے محتاج کو اپنی خداداد قوت سے مدد دے اور ان کی دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح کے لئے زور لگاوے''۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 62-61)

پس دنیا کی روحانی ترقی کے لئے کوشش بھی بنی نوع کو فائدہ پہنچانے میں داخل ہے اور مادی اور روحانی فائدہ پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ پس جہاں ظاہری ہمدردی اور مدد پہنچانی ہے، انہیں فائدہ پہنچانا ہے، خدمت خلق کرنی ہے، وہاں تبلیغ بھی بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے ایک احمدی کا فرض ہے۔
پھر یہ عہد آپ نے لیا کہ آپ سے ایک ایسا قریبی رشتہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہم نے قائم کرنا ہے جس میں اطاعت کا وہ مقام حاصل ہو جو نہ کسی رشتے میں پایا جاتا ہے نہ کسی خادمانہ حالت میں پایا جاتا ہے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

ان تمام باتوں کی اطاعت کرنی ہے جو آپ ہماری دینی، علمی، روحانی اور عملی تربیت کے لئے ہمیں فرما گئے ہیں یا آپ کے بعد خلافت احمدیہ کے ذریعہ سے جماعت کے افراد تک وہ پہنچتی ہیں جو شریعت کے قیام کے لئے ہیں۔ جو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوۂ حسنہ کے مطابق ہیں کہ اس کے بغیر نہ ہی ہماری ترقی ہو سکتی ہے، نہ ہماری اِکائی قائم رہ سکتی ہے۔
پس ہمیں یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ گزشتہ سال میں ہم نے اپنے عہد کو کس حد تک نبھایا اور اگر کمیاں ہیں تو اس سال ہم نے کس طرح انہیں پورا کرنا ہے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔ اور اپنی ہمّت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 439۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہم سے صَرفِ نظر فرماتے ہوئے ہماری گزشتہ سال کی کمزوریوں کو معاف فرمائے اور اس سال میں ہمیں زیادہ سے زیادہ بھرپور کوشش کے ساتھ اپنی زندگیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آج نمازوں کے بعد میں دو غائب جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ تو ہمارے شہید بھائی مکرم لقمان شہزاد صاحب ابن مکرم اللہ دِتّہ صاحب کا ہے۔ آپ کو بھڑی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ میں مخالفین احمدیت نے مؤرخہ 27 دسمبر کو صبح بعد نماز فجر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
لقمان شہزاد صاحب کو اپنے خاندان میں اکیلے ہی بیعت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ شہید مرحوم نے 27 نومبر 2007ء کو بیعت کر کے نظام جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ بیعت سے قبل شہید مرحوم کا علاقے کے احمدی احباب کے ساتھ کافی ملنا جلنا تھا۔ بھڑی شاہ رحمان کے صدر جماعت مکرم سلطان احمد صاحب کو گاؤں کے لوگوں کے ساتھ مذاکرے کرتے دیکھ کر اور جماعت کی کامیابی دیکھ کر اور دلائل سن کر ان کا صدر صاحب کے ساتھ تعلق مزید گہرا ہو گیا۔ اس کے بعد ایم ٹی اے کے پروگرام بالعموم سنا کرتے تھے اور میرے خطبات خاص طور پر سننا شروع کئے۔ یہی عمل آپ کی قبولیت احمدیت کا سبب بنا۔ احمدیت کی قبولیت کے بعد آپ کو شدید مخالفانہ حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ مخالفین نے احمدیت سے دستبردار کروانے کی کوشش میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ شہید مرحوم کو تشدد اور دھمکیوں کے علاوہ بہت سے مولویوں سے ملایا گیا۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ کوئی مولوی آپ کے سامنے ٹِک نہ سکا۔ ایک مرتبہ آپ کے پھوپھا زبردستی آپ کو مقامی مسجد میں لے گئے جہاں چند مولوی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے احمدیت سے دستبرداری کے اصرار پر شہید مرحوم نے کہا کہ اگر یہ لوگ دلائل سے ثابت کر دیں کہ جماعت احمدیہ جھوٹی ہے تو مَیں انکار کر دوں گا۔ جس پر مولوی نے کہا کہ اب بحث کا وقت ختم ہو گیا۔ تم صرف جماعت سے انکار کا اعلان کرو۔ کوئی بحث نہیں ہم نے کرنی۔ دلیل کوئی نہیں۔ شہید مرحوم کے نہ ماننے پر ان کے پھوپھا اور وہاں موجود مولویوں اور دیگر لوگوں نے ڈنڈوں وغیرہ سے مارنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے آپ کی ریڑھ کی ہڈی کو شدید چوٹ آئی اور شدید زخمی ہو گئے۔ مخالفین مارتے مارتے آپ کو ایک گاڑی میں ڈال کر آپ کے چچا کے پاس لے گئے اور جانوروں کے باڑے میں بند کر دیا۔ ان کی والدہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو ان کے چچا کے ڈیرے پر پہنچیں اور اپنے بیٹے کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ پہلے تو انہوں نے انکار کیا۔ ان کی والدہ کو بھی تھپڑ مارا حالانکہ وہ غیر احمدی تھیں۔ والدہ کے بار بار اصرار پر شہید مرحوم کو ان کی والدہ کے حوالے کر دیا گیا اور ساتھ ہی کہا

کہ آج کے بعد ہمارا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ شہید مرحوم کی بیعت کے ایک سال بعد رشتہ داروں نے ان کو زبردستی ان کے والد کے پاس سعودی عرب بھجوا دیا تا کہ احمدیت سے دستبردار کیا جا سکے۔ سعودی عرب میں بھی آپ کے ساتھ بہت برا سلوک کیا گیا کیونکہ رشتہ داروں کی طرف سے آپ کے سعودی عرب پہنچنے سے پہلے ہی آپ کے احمدی ہونے کی اطلاع دے دی گئی تھی۔ شہید مرحوم نے سعودی عرب میں بھی جماعت کی تلاش جاری رکھی۔ کئی ماہ کی کوششوں کے بعد ایک انڈین احمدی دوست کے توسّط سے جماعت سے رابطہ ہوا۔ شہید مرحوم اس بات پر بہت خوش ہوئے اور وہاں قیام کے دوران مرحوم کو حج کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ تین سال کے بعد شہید سعودی عرب سے واپس آ گئے۔ اپنا زمیندارہ شروع کر دیا۔ 26 رنومبر 2014ء کو بھڑی شاہ رحمان میں مخالفین جماعت نے ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں ملک بھر سے نام نہاد مولویوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں مولویوں نے احباب جماعت کے خلاف واجب القتل ہونے کے فتوے دیئے اور لقمان شہزاد صاحب کے خلاف بالخصوص لوگوں کو بھڑکایا۔ اس کانفرنس کے بعد آپ کو مخالفین کی طرف سے مسلسل دھمکیوں کا سامنا تھا۔ بالآخر 27 دسمبر کو جب آپ فجر کی نماز ادا کر کے اپنے ڈیرہ پر جا رہے تھے تو مخالفین نے تعاقب کر کے پیچھے سے سر میں گولی ماری جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے۔ ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ راستے میں جام شہادت نوش فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم 5 راپریل 1989ء (eighty nine) کو پیدا ہوئے۔ مرحوم نہایت ایماندار، نیک دل، نیک سیرت، شریف النفس، ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔ نہایت مخلص اور فدائی نوجوان تھے۔ اس وقت جماعت احمدیہ بھڑی شاہ رحمان میں سیکرٹری مال کے عہدے پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بڑے شوق سے کرتے تھے۔ مرحوم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ آپ احمدی دوستوں سے کہا کرتے تھے کہ میرا تو وہ دوست ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرے۔ شہید مرحوم کہا کرتے تھے کہ مجھے اس وقت سکون آئے گا جب اپنے سارے گھر والوں کو جماعت میں شامل کرلوں گا۔ آپ کی وفات پر ہمسایوں کی ایک مخالف خاتون نے کہا کہ میں نے اس لڑکے میں احمدی ہونے کے بعد بڑی تبدیلی دیکھی ہے۔ جب سے یہ احمدی ہوا تھا اس نے تہجد شروع کر دی تھی۔ باقاعدگی سے صبح تین بجے اس کے کمرے کی لائٹ جل جاتی تھی اور جب میں اس کو احمدیت کی وجہ سے برا بھلا کہتی تھی تو شہید مرحوم کی والدہ بھی جواباً ناراضگی کا اظہار کرتی تھیں۔ اس پر شہید مرحوم اپنی والدہ سے کہا کرتے تھے کہ یہ باتیں تو اب ہمیں سننا پڑیں گی۔

ابھی ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے سنا کہ مخالفین تمہیں جو کہیں تم نے صبر کرنا ہے اور شہید نے یہی بات حالانکہ والدہ غیر احمدی تھیں ان کو کہی کہ میری وجہ سے تم کو یہ باتیں سننی پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے خاندان کو بھی احمدیت کے نور سے فیضیاب ہونے کی توفیق دے۔

رفیع بٹ صاحب ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ شہادت سے ایک ہفتہ قبل ربوہ میں میرے پاس آئے اور پورا وقت جماعت کی خوشحالی اور ترقی کی باتیں کرتے رہے۔ ان کے اندر دعوت الی اللہ کا جنون تھا۔ میں انہیں محلّہ باب الابواب میں ایک دوست کے پاس لے گیا۔ وہاں حوالہ جات کی کاپیاں وغیرہ دیکھ کر ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور اپنے موبائل میں کافی حوالہ جات کی تصویریں لیں اور کہا کہ میں جلد واپس آؤں گا اور ان کے پاس جو قیمتی خزانہ ہے اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔

لقمان شہزاد صاحب کی خاص بات یہ تھی کہ وہ روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کی روحانیت بہت ترقی کر گئی تھی۔ ان کی مجلس میں بیٹھنے کے بعد ہر فرد ایک نیا جوش وجذبہ لے کر اٹھتا تھا۔

الماس محمود ناصر صاحب مربی سلسلہ کہتے ہیں کہ لقمان صاحب اس گاؤں سے تعلق رکھتے ہیں جہاں خاکسار بعد تکمیل تعلیم جامعہ پہلی مرتبہ تعینات ہوا۔ لقمان صاحب خاکسار کے پاس دیر تک بیٹھے رہتے حالانکہ انہوں نے ابھی بیعت بھی نہیں کی تھی۔ علمی مسائل پوچھنے کے ساتھ ساتھ وہ جماعت سے اس قدر قریب ہو چکے تھے کہ دوران گفتگو خود کو جماعت احمدیہ کا فرد ہی سمجھتے اور احمدی اور غیر احمدی کے فرق پر بات کے دوران وہ اپنا ذکر بطور احمدی کرتے۔ بوقت بیعت کم عمری کے باوجود بہت ہی بلند حوصلہ نوجوان تھے۔ ماریں بھی کھائیں جیسا کہ بتایا گیا اور ان پر بڑا دباؤ ڈالا گیا۔ لکھتے ہیں کہ جب ان کو مسجد میں مارا گیا تو ڈنڈوں سے اور جو رحلیں ہوتی ہیں، جن پر قرآن شریف رکھ کر پڑھا جاتا ہے ان سے بھی مارا گیا۔ گن پوائنٹ پر اغوا بھی کیا گیا جہاں وہ ڈیرے پر گئے اور وہاں سے ان کی والدہ لے کے آئیں اور اس وقت ڈاکٹر بھی کوئی نہیں تھا۔ ان کے دوست غیر احمدی ڈاکٹر نے ہی چھپ کے ان کو اس وقت ابتدائی طبی امداد دی۔

لکھتے ہیں کہ خاکسار نے جو بات شدّت سے محسوس کی وہ یہ تھی کہ لقمان احمد صاحب کا پہاڑ جیسا عزم واستقلال تھا۔ تمام تر ظلم و بربریت پر ذرہ بھر بھی پریشان نہ تھے اور نہ ان کے قدم ڈگمگائے بلکہ بہت ہی حوصلہ اور غیر معمولی صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحابہ کا سا نمونہ پیش کیا۔

رانا رؤوف صاحب سعودی عرب سے لکھتے ہیں کہ جماعت سے باقاعدہ اور مستقل رابطہ رکھا لیکن کفیل کی وجہ سے ہمیشہ پریشان رہے۔ کفیل کو ان کے رشتہ داروں اور کام کرنے والوں نے ان کے خلاف ورغلانے کی کوشش کی اور کہا کہ یہ کافر ہے مگر ان کے کفیل نے کہا کہ یہ لڑکا ہمیشہ فارغ وقت میں قرآن پڑھتا رہتا ہے اور نمازیں وقت پر ادا کرتا ہے۔ یہ کیسا کافر ہے جبکہ تم لوگ نہ نمازیں پڑھتے ہو اور نہ قرآن پڑھتے ہو۔ خصوصی طور پر روزگار کی مشکلات اور احمدی ہونے کی وجہ سے رشتے داروں کی طرف سے مخالفت کا سامنا رہا۔

سعودی عرب میں مقیم ان کے گاؤں کے ایک احمدی دوست امتیاز صاحب نے ایک واقعہ بتایا کہ جب یہ نئے نئے احمدی ہوئے تو ان کے ننھیال میں کسی کی وفات ہوگئی۔ اس موقع پر ان کے ماموؤں نے غیر احمدی مولویوں کو جمع کیا اور لقمان احمد کو وہاں لے گئے۔ لقمان صاحب اپنی جیب میں احمدیہ پاکٹ بک رکھتے تھے۔ غیر احمدی مولوی ان سے طرح طرح کے سوال اور بحث کرتے رہے اور یہ ان کو دلیل سے جواب دیتے رہے۔ بعد میں مولویوں نے شور مچانا شروع کر دیا تو ان کے غیر احمدی بزرگ نے ان مولویوں سے کہا کہ ایک لڑکے نے تم سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ انتہائی ادب اور دلیل کے ساتھ بات کر رہا ہے۔ اس لئے تم لوگ بھی شور نہ مچاؤ بلکہ ایک ایک کر کے اس کی بات کا جواب دو۔ لیکن کوئی جواب ہو تو دیں۔

جلسہ سالانہ سعودی عرب میں پہلی دفعہ شامل ہوئے تو کہتے ہیں خواب میں یہ نظارہ میں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔

دوسرا جنازہ غائب ہوگا مکرمہ شہزادے ستانوسکا (Scherher Zada Destanouska) صاحبہ۔ یہ مقدونیہ کی رہنے والی ہیں۔ یہ 19 رنومبر 2014ء کو 49 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1996ء میں اپنے میاں کے احمدیت قبول کرنے کے چند ماہ بعد ان کو بیعت کرنے کی سعادت ملی تھی۔ مارچ اپریل 1995ء میں شریف دروسکی صاحب اور شاہد احمد صاحب تبلیغی سفر پر جرمنی سے برووو (Berove) گئے جہاں شریف دروسکی صاحب نے مرحومہ کے میاں اور اپنے عزیز مکرم جعفر صاحب کو احمدیت کا پیغام پہنچایا جو انہوں نے قبول کرلیا۔ مرحومہ کے شوہر نے بتایا کہ ان کی شادی کو گیارہ بارہ سال ہو چکے تھے اور ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔ شاہد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں ان کے لئے دعا کا خط لکھا۔ اس سے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹا عطا فرمایا۔ ابتدا میں یہاں احمدیوں کو مخالفت اور مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر آپ صبر اور ثابت قدمی سے اپنے ایمان پر قائم رہیں۔ قبول احمدیت سے قبل آپ کو نماز نہیں آتی تھی اور احمدی ہو کر آپ نے نماز سیکھی۔ مقامی لجنہ میں فعال ممبر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مخلص احمدی خاتون تھیں۔ نماز سینٹر سے باقاعدہ رابطہ تھا۔ جماعتی پروگراموں میں ذوق وشوق سے حصہ لیتی تھیں۔ مبلغین کو اپنے گھروں میں بلاتیں۔ لوکل زبان میں شائع ہونے والی کتب کا مطالعہ کرتی رہتیں۔ مقدونیہ میں ہمارا سینٹر نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کی وفات پر غیر احمدیوں کی مسجد میں نہلانے کے لئے لے گئے تو انہوں نے نعش پر قبضہ کر لیا اور مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئے اور پھر جنازہ بھی انہوں نے پڑھا اور احمدیوں کو جنازہ نہیں دیا۔ احمدیوں نے بعد میں جنازہ غائب پڑھا ہے۔ لیکن بہر حال ان کے خاوند نے بڑی ہمت اور حوصلہ دکھایا ہے۔ لڑائی نہیں کی۔ وہاں فساد پیدا ہو سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے بچے اور خاوند کو بھی جماعت کے ساتھ اخلاص اور وفا میں بڑھاتا چلا جائے۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

بقیہ: **خطبۂ عید الاضحیہ**......از صفحہ 20

ہے لیکن تمہارے لئے نہیں۔ اس لئے مَیں تمہیں نہیں دے سکتی۔ مَیں نے اسے کہا یہ کیا بات ہے کہ گوشت تمہارے لئے جائز ہے اور ہمارے لئے نہیں؟ اس نے کہا کہ کئی روز سے ہم پر فاقے آ رہے تھے۔ بچے بھوک سے تڑپ رہے تھے۔ میرا خاوند باہر گیا تو اس کو ایک مرا ہوا گدھا نظر آیا۔ اس نے اس کا گوشت کاٹا اور گھر لے آیا جسے میں اب پکا رہی ہوں۔ یہ اضطراری حالت ہماری تو ہے تمہاری نہیں کہ تمہیں یہ حرام گوشت دیا جائے۔ پس یہ گوشت تمہارے لئے جائز نہیں۔ وہ شخص کہنے لگا کہ میں نے جب ہمسائے کی حالت کا یہ حال سنا تو میں فوراً اپنے گھر گیا اور حج کے لئے جو زادِ راہ جمع کیا تھا وہ لا کر ہمسائے کو دے دیا اور اسے کہا کہ تم بھی وہ حرام پھینک دو اور حلال کھاؤ۔ تو یہ شخص کہنے لگا کہ یہ میری کہانی ہے۔

(ماخوذ از تذکرۃ الاولیاء از حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ صفحہ 165 ناشر ممتاز اکیڈمی لاہور)

پس اللہ تعالیٰ نے تقویٰ پر مبنی اس سوچ اور ہمسائے کے حق کی ادائیگی پر حج پر نہ جانے کے باوجود اس کا حج قبول کیا۔ پس ہر عبادت اور قربانی تقویٰ کی روح کو چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہتی ہے۔ اس کے بغیر یہ سب عبادتیں اور قربانیاں منہ پر ماری جاتی ہیں۔

حج پر جانے والوں کا جو حال ہے اس کا بیان حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک جگہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں حج پر گیا تو ایک نوجوان بھی غالباً سفر کے دوران ہی واقف بن گیا وہ بھی ہندوستان سے ہی گیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہاں حج کے دوران مَیں نے دیکھا کہ وہ بجائے دعائیں کرنے کے تسبیح اور تلبیہ کرنے کے فلمی گانے گا رہا تھا۔ تو میں نے اسے کہا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو؟ یہ دعاؤں کا وقت ہے۔ بجائے دعاؤں میں مصروف ہونے کے تم کس بیہودگی میں پڑے ہوئے ہو۔ کہنے لگا کہ مجھے تو نہ نماز آتی ہے نہ دعاؤں کا پتا ہے۔ میرا تو ہندوستان کے فلاں شہر میں کاروبار ہے۔ کپڑے کی بڑی دکان ہے۔ ہمارے مقابل پر ایک اور کپڑے کا تاجر ہے۔ وہ حج کر کے آیا ہے اور اس نے اپنی دکان پر نام کے ساتھ حاجی کا بورڈ لگا دیا ہے۔ اب لوگ اس کی دکان پر بہت جاتے ہیں۔ تو میرے باپ نے کہا کہ تم بھی مکّہ جاؤ۔ کچھ پتا ہے یا نہیں کم از کم حاجی کا بورڈ تو ہم لگا لیں گے۔ تو مَیں تو اس لئے آیا ہوں کہ میری (دکان پر) حاجی کا بورڈ لگ جائے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 35)

پس ایسے بھی حاجی ہوتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔ واپسی کے سفر پر جب اسے پتا چلا کہ مَیں احمدی ہوں اور بعض لوگوں نے مخالفت شروع کی تو وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا کہ تم قادیانی کافر ہو۔ نہ نماز کا پتا، نہ اللہ کا پتا، نہ رسول کا پتا، لیکن فتوے دینے میں سب سے آگے۔ آج کل اکثر حج پر جانے والوں کا یہی حال ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے والے ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم، قتل و غارت ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا ہیں لیکن یہ مسلمان ہیں اور احمدیوں کو حج پر پابندی ہے کیونکہ احمدی کافر ہے۔ پس یہ تقویٰ سے عاری لوگ ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرے گا یہ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ماننے والے ہیں ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس روح کی تلاش کریں جو اِن قربانیوں کی روح ہے۔

اس کی وضاحت ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی جگہ فرمائی ہے۔ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ قربانی کی حقیقت کیا ہے اور اس کا معیار کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ:

’’ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے۔‘‘ پھر فرمایا کہ: ’’ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔‘‘ حقیقی مسلمان وہی بنتا ہے جو نفس کی قربانی کرے۔ فرمایا کہ ’’اسلام کے معنی ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا۔ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔‘‘ فرمایا کہ ’’یہ پیارا نام‘‘ (یعنی اسلام) ’’تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے۔ ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے کہ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔(الحج: 38) یعنی تمہاری (قربانیوں) کے نہ تو گوشت میرے تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ خون بلکہ صرف یہ قربانی مجھ تک پہنچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقویٰ اختیار کرو۔‘‘

(لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 151,152)

پس اسلام نام ہے تقویٰ کا اور تقویٰ یہ ہے کہ کامل عشق اور کامل محبت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ اس کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرنا۔ اور پھر یہ بھی بڑا واضح طور پر آپ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد دو باتوں پر ہے۔ گزشتہ جمعہ بھی مَیں نے ابتدا میں ذکر کیا تھا۔ ایک اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا اور دوسرے اس کی مخلوق کا حق ادا کرنا اور یہی وہ دو حقوق ہیں جن کے قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے قربانی لینے کے بعد خانہ کعبہ کی تعمیرِ نَو کروائی تھی اور اس مقصد کی اپنی نسلوں میں جاری رہنے کے لئے ان دونوں بزرگ نبیوں نے دعا کی تھی کہ یہ حق اس وقت اعلیٰ معیار پر اور مستقل قائم ہو سکتے ہیں جب کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو اِن حقوق کے قائم کرنے کے لئے بے مثال نمونوں پر خود بھی قائم ہو۔ پس انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں سے بھی لگتا ہے، شواہد بھی یہی کہتے ہیں کہ ایسا شخص دنیا میں آنا تو ہے۔ ہماری یہ دعا ہے کہ ہماری اس حقیر قربانی اور دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے اسے ہماری نسل میں سے پیدا فرما۔ یہ حضرت اسماعیل اور حضرت ابراہیم کی دعا تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نبیوں کی دعاؤں کو سنا اور وہ عظیم رسول حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں مبعوث ہوا جس نے اپنا اُسوہ حسنہ حقوق اللہ کی ادائیگی کے لئے بھی قائم فرمایا اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بھی قائم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حقِّ عبادت کے وہ معیار قائم کئے کہ عرش کے خدا نے فرمایا کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔(الانعام:163) تُو کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا کہ تُو لوگوں کو کہہ دے کہ میری تمام عبادتیں خدا کے لئے ہیں یعنی نفس کو اور مخلوق کو اور اسباب کو میری عبادت سے کوئی حصہ نہیں‘‘۔ عبادت نہ نفس کے لئے ہے، نہ مخلوق کے لئے اور نہ بظاہر ایسے لوگوں کے لئے جو قریبی بھی ہوتے ہیں۔ نہ اسباب پر بھروسہ ہے، نہ ان کو حاصل کرنے کے لئے ہے۔ ’’اور پھر بعد اس کے فرمایا کہ میری قربانی بھی خاص خدا کے لئے ہے۔ اور میرا جینا بھی خدا کے لئے اور میرا مرنا بھی خدا کے لئے‘‘۔ فرمایا کہ: نَسِیْکَہ لغتِ عرب میں قربانی کو کہتے ہیں اور لفظ نُسُک جو آیت میں موجود ہے اُس کی جمع ہے‘‘۔ (نُسُک جو لفظ ہے یہ جمع ہے۔) ’’اور نیز دوسرے معنی اس کے عبادت کے بھی ہیں‘‘۔ اس لفظ کے ایک معنی قربانی ہیں دوسرے معنی عبادت ہیں۔ ’’پس اس جگہ ایسا لفظ استعمال کیا گیا جس کے معنی عبادت اور قربانی دونوں پر اطلاق پاتے ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کامل عبادت جس میں نفس اور مخلوق اور اسباب شریک نہیں ہیں درحقیقت ایک قربانی ہے اور کامل قربانی درحقیقت کامل عبادت ہے‘‘۔ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جو عبادت کی جائے وہ قربانی مانگتی ہے۔ اور جو کامل قربانی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے جو قربانی کی جائے، تقویٰ پر چلتے ہوئے جو قربانی کی جائے وہ پھر عبادت بن جاتی ہے۔ پس یہ وہ معیار تھا جو اس کامل نبی کو حاصل ہوا۔ اور پھر اس کامل اُسوہ نے ایسے صحابہ پیدا کئے جو اس اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرنے والے تھے۔ انہوں نے بھی اپنے معیارِ قربانی اور معیارِ عبادت بلند کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید یہ بھی اس کے بارے میں فرمایا کہ آپ کی دعاؤں سے مخلوق باہر نہیں چلی جاتی۔ ایک حالت ایسی ہے جس میں نہ اسباب ہیں نہ مخلوق ہے نہ نفس ہے۔ دوسری حالت ایسی ہے جس میں مخلوق کے لئے بھی آپ قربانی کر رہے ہیں اور دعا دے رہے ہیں۔

پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ میرا جینا اور مرنا کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ: ’’میرا جینا اور مرنا اُس خدا کے لئے ہے جو تمام جہان کی پرورش میں لگا ہوا ہے۔‘‘ (یعنی رب العالمین ہے۔) ’’اس میں یہ اشارہ ہے کہ میری قربانی بھی تمام جہان کی بھلائی کے لئے ہے۔‘‘

(عصمت انبیاء علیہم السلام۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 665-666)

میری عبادتیں بھی، میری قربانی بھی کسی خاص مخلوق کے لئے یا مخلوق کی مدد حاصل کرنے کے لئے یا جتھے بنانے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ تمام مخلوق کی بھلائی کے لئے میری قربانی بھی ہے اور میری عبادت بھی ہے۔ پس جس کی قربانی اور عبادتیں تمام جہان کی بھلائی کے لئے صرف اس لئے ہوں کہ کسی بھی غرض کے بغیر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے۔ ایسے شخص کی دل کی کیفیت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جو مخلوق کے درد کے لئے اس دل میں تھا۔ یعنی سب سے زیادہ تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھا۔ اور یہی کیفیت تھی جس نے آپ کی راتوں کی عبادتوں کو مخلوق کے درد میں اس قدر تکلیف کی حد تک مبتلا کر دیا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ (الکہف:7)۔ کیا تُو ان لوگوں کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا؟ یہ وہ قربانی کا اعلیٰ ترین معیار تھا جو جہاں ایک طرف خدا تعالیٰ کے لئے تھا، اپنی عبادتوں کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر کرنے کے لئے تھا تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے درد نے بھی بے چین کیا ہوا تھا۔ پس قربانی کا یہ حق تھا جو اس عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا کہ دنیا کی اصلاح کے لئے اپنی جان کو ہلکان کر دیا۔ پھر حقوق العباد کی ادائیگی کا آپ نے وہ نمونہ قائم کیا۔ حقوق العباد کے لئے تو یہی ایک بہت بڑا نمونہ تھا کہ اپنی جان کو ہلکان کر لیا کہ ان کی اصلاح ہو جائے۔ پھر اور نمونے بھی ملتے ہیں۔ اس کی بھی کہیں اور کسی جگہ مثالیں نہیں ملتی۔

آپ نے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون......حدیث نمبر 10)

اور اس کو وسعت دیں تو یہ مطلب ہوگا کہ ہر وہ شخص محفوظ رہے جو امن سے رہنے والا اور سلامتی بھیجنے والا ہے۔ جب آپ نے ایک دفعہ ایک مجلس میں یہ فرمایا کہ دین تو خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ کس چیز کی خیر خواہی؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ، اس کے رسول، مسلمان ائمہ اور عوام الناس کی خیر خواہی۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان الدین النصیحۃ حدیث نمبر 196)

پس اسلام تو اس قدر خیر خواہی اور لوگوں کی بھلائی چاہتا ہے۔ اسلام کے اوپر یہ الزام کہ یہ بربریت کا مذہب ہے اسلام کی بنیادی تعلیم کے ہی خلاف ہے۔ اور اس میں نام نہاد مسلمانوں کے لئے بھی سبق ہے بلکہ کہنا چاہئے کہ حکم ہے جو اسلام کے نام پر ظلم اور بربریت کرتے ہیں کہ یہ بھی اپنی حالتوں پر غور کریں۔ غریبوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کا اور ان کے حق ادا کرنے کا اس قدر احساس تھا کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد کے برابر بھی سونا آ جائے تو تیسرا دن چڑھنے سے پہلے مَیں اسے تقسیم کردوں۔ (صحیح البخاری کتاب فی الاسقراض و اداء الدین......باب اداء الدین حدیث نمبر 2389)

جنگ کے اصولوں پر آپ نے سختی سے عمل کروائے کہ کسی معصوم کو قتل نہیں کرنا۔ عورتوں اور بچوں کو قتل نہیں کرنا۔ راہبوں کو قتل نہیں کرنا۔ درختوں کو نہیں کاٹنا کیونکہ یہ حرکات امن کو برباد کرنے والی اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے والی ہیں۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی جزء 9 صفحہ 104 کتاب السیر باب ترک قتل من لا قتال فیہ حدیث 18666 مکتبۃ الرشد ناشرون، ایڈیشن 2004ء)

خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو خود سلامتی ہے، سلام ہے۔ یہ اس کی صفات کے خلاف ہے کہ اس قسم کی حرکت اس کے ماننے والے کریں۔ اس مقصد سے دُور لے جانے والی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کروائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کے متعلق فرمایا کہ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا۔ (البقرۃ:126) اللہ تعالیٰ کا نام اَلسَّلَام بھی ہے کہ یہ جو آسمان پر السَّلام خدا کی خواہش ہے کہ دنیا میں امن قائم ہو جیسا کہ مَیں نے کہا، اس کے لئے ضروری تھا کہ ہم ایک مرکز قائم کرتے جو دنیا کو امن دینے والا ہو۔ اور وہ جیسا کہ مَیں نے آیت کا یہ حصہ پڑھا ہے ہم نے بیت اللہ کو وہ جگہ بنادیا، وہ ادارہ بنادیا جہاں چاروں طرف سے لوگ جمع ہوں اور امن کا سبق سیکھیں۔ لیکن بدقسمتی ہے آجکل کے مسلمان علماء کی اور مسلمانوں کی حکومتوں کی بھی، لیڈروں کی بھی اور عوام الناس کی بھی اکثریت کی حالت جو ہے اس کے بالکل برعکس ہے۔ لاکھوں لوگ ہر سال یہاں حج کے لئے جمع ہوتے ہیں ان دنوں میں بھی بعض دفعہ ایسی رپورٹیں آتی ہیں کہ وہاں بھی لڑائیاں جھگڑے ہو جاتے ہیں لیکن وہاں سختی سے بعض دفعہ حکومت روک بھی دیتی ہے۔ جب حج کر کے باہر نکلتے ہیں تو پھر اس ادارے سے کچھ سبق سیکھنے کے بجائے صرف حاجی کا label لگا کر واپس آتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے مثال دی ہے۔ یہ لوگ وہاں جاتے ہیں۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ تو کہتے ہیں لیکن صرف زبانی۔ اور حج پر جانے والے یہی لوگ ہیں جن کے لئے یہ آزادی ہے کہ وہ حج پر جائیں ان میں سے اکثریت اسلام اور خدا کے نام پر ظلم و بربریت کر رہے ہیں۔ کتنی بدقسمتی ہے اس قسم کے مسلمانوں کی جو اللہ اور رسول کے حکم پر چلنے کے بجائے اس سے دُور ہٹ رہے ہیں۔ قربانیاں دینے کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے، اس کی روح کو سمجھتے ہوئے جیسا کہ مَیں نے وضاحت کی ہے اپنی عبادتیں اور اپنی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے لئے کرنے کی بجائے اور پھر مخلوق کی بھلائی کے لئے اپنی دعائیں اور اپنی صلاحیتیں اور مال قربان کرنے کی بجائے یہ لوگ ظلم و بربریت کر رہے ہیں۔ امن قائم کرنے کے لئے جو ادارہ اللہ تعالیٰ نے بنایا جیسا کہ میں نے ابھی بتایا خانہ کعبہ یہ ادارہ ہے۔ پھر اس کا استاد اپنے اس پیارے نبی کو بنایا جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اس کے نام پر یہ سب ظلم ہوتے ہیں۔ نہ خانہ کعبہ کا پاس، نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا پاس۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا کہ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (المائدۃ:16) یعنی تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ایک کتاب مبین ہے جو ہر قسم کے مسائل کو بیان کرنے والی ہے۔ پس تم اس کتاب سے ہدایت حاصل کرو لیکن تم خود ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے اس کو سمجھنے کے لئے اس رسول کی طرف دیکھو جو اس کا کامل نمونہ ہے جس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تھا کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنَ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 144 مسند النساء مسند عائشۃ الصدیقۃ حدیث 25108)

پس کیا آپ کی سیرت پر کوئی ایسا دھبہ لگا سکتا ہے کہ آپ نے کسی کا حق غصب کیا ہو، کسی پر ظلم کیا ہو۔ یتیموں، بیواؤں، کمزوروں اور بچوں کے حق مارے ہوں۔ نہیں بلکہ آپ تو ان سب کی پناہ گاہ تھے۔ کیا اس استاد کی تعلیم پر آج مسلمانوں کی اکثریت عمل کرنے والی ہے۔ وہ لوگ جو آپ کے قتل کے درپے تھے جو اسلام کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ جنہوں نے آپ پر حملے کئے، جنگیں ٹھونسیں آپ نے ان کے قیدیوں سے بھی نرمی کا سلوک کیا۔ آپ نے انصاف قائم کرنے کے لئے دوست دشمن سے برابری کا سلوک کیا کہ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ آپ کی رحمت و شفقت تمام لوگوں پر حاوی تھی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃٌ للعالمین بنایا تھا۔ ان لوگوں کے کیا کرتوت ہیں۔ عام اخباری نمائندے کو پکڑتے ہیں، ایک جرنلسٹ کو پکڑتے ہیں، کسی معصوم کو پکڑتے ہیں اور اس کا سر تن سے جدا کر دیتے ہیں، قتل کر دیتے ہیں۔ یہ کون سا اسلام ہے جس پہ آجکل یہ عمل ہو رہا ہے اور اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ آپ نے تو اپنی رحمت کو اس قدر وسعت دی کہ آخر کار اس عمل کو دیکھتے ہوئے آپ کی جان کے دشمن بھی آپ کے غلام بن گئے۔ آپ نے اپنی رحمت کو وسیع کرنے کے لئے قربانی دی اور قربانی کے اسلوب اپنے صحابہ کو سکھائے۔ یہ صرف بکروں، بھیڑوں اور گائیوں کی قربانیاں نہیں تھیں۔ یہ نفس کی قربانیاں تھیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر دشمن کی طرف سے جنگ کی حالت پیدا کی گئی تو وہاں بھی آپ نے ہر معصوم کی جان کی ضمانت دی۔ جنگی قیدیوں سے نرمی کا سلوک کر کے انہیں آزاد کیا۔ کیا یہ وہ تعلیم ہے جس پر آج یہ شدت پسند گروہ عمل کر رہے ہیں۔ اپنے معصوموں کی، کلمہ گوؤں کی جانیں بلاوجہ لئے چلے جا رہے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ ہم قربانیاں دے کر دشمن کو ختم کر رہے ہیں۔ بچوں کے دماغوں کو زہر سے بھر کر ان کو خود کش حملوں پر مجبور کرتے ہیں۔ یہ قربانیاں ہیں؟ کہتے یہ ہیں کہ یہ قربانیاں ہیں جو ہم دیتے ہیں۔ یہ وہ حرکتیں ہیں جو سوائے اللہ تعالیٰ کی لعنت سہیڑنے کے اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ ایک کلمہ گو کی جان لینا جہنم میں پہنچاتا ہے۔ (النساء:94) یہ کس قسم کی جنت کی تلاش میں ہیں۔ یاد نہیں رکھتے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر کیا فرمایا تھا؟ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ کا بھی یہ لوگ پاس نہیں کرتے اور پھر بھی مسلمان ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جو مشعل راہ ہے جو ہر مسلمان کو حقیقی مسلمان بناتا ہے۔ روایت پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ اے لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ عرفہ کا قابل احترام دن ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مکّہ کا قابل احترام شہر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا۔ یہ ذی الحجہ کا قابل احترام مہینہ ہے۔ اس سوال و جواب کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنو! تمہارے اموال اور تمہارے خون اور تمہاری آبروئیں اسی طرح قابل احترام اور مستحق حفاظت ہیں اور ان کی ہتک تمہارے لئے حرام ہے۔ جس طرح یہ دن، یہ شہر اور یہ مہینہ تمہارے لئے قابل احترام اور لائق ادب ہے اور جس کی ہتک تم پر حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو کئی بار دہرایا۔ پھر آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے میرے اللہ! کیا مَیں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ھَلْ بَلَّغْتُ کے الفاظ بھی کئی بار دہرائے پھر آپ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو جو یہاں موجود ہیں وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو اس موقع پر موجود نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ یاد رکھو کہ میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو اور خون ریزی کا ارتکاب کرنے لگو۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور اس بات کا برنگِ حقیقت یہ کھلا اظہار تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریضہ تبلیغ بڑے عمدہ رنگ میں ادا کر دیا ہے اور لوگوں کو ان کا اصل فرض اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ انسان کے بنیادی حقوق کا ہمیشہ خیال رکھنا۔ ان کے اموال ان کی جانوں اور ان کی آبروؤں کے لئے کبھی خطرہ نہ بننا۔ (ماخوذ از تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 137 سورۃ المائدہ آیت 67 یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت طبعہ اولیٰ 1998ء)

یہ ہے وہ آپ کا آخری پیغام اپنی اُمّت کو۔ کہاں ہے اس میں کہ تم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جانا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ ہو جانا۔ ہمیں تو یہ کافر کہتے ہیں۔ ان کو اس تعریف کی رو سے آپ اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔

پس یہ وہ قربانی کرنے کی نصیحت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے جس کی وضاحت ابن عباس نے یقیناً صحیح کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو کھول کر فرما دیا کہ بنیادی حقوق کا ہمیشہ خیال رکھنا۔ اگر اپنوں کے ساتھ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح:30) کے سلوک کا حکم ہے تو غیروں بلکہ دشمنوں تک کے ساتھ یہ حکم ہے کہ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ (المائدۃ:9) اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ پس کہاں ہیں وہ مسلمان حکومتیں اور گروہ جو اس

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

انصاف کو قائم کر کے دنیا کے امن کو مضبوط کر رہے ہیں۔ کوئی ایک بھی ہے ان میں سے؟ ان احکامات میں کسی القاعدہ کی یا طالبان کی یا افریقہ میں باکوحرام ہے یا اور تنظیمیں ہیں یا اسلام کے نام پر ظالمانہ حکومت اور خلافت قائم کرنے والوں کی کہاں گنجائش ہے؟ چاہئے تو یہ تھا کہ امن قائم کرنے والے ادارے امن کے بادشاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امن اور پیار اور محبت کی تعلیم دینے والی کتاب سے فائدہ اٹھا کر امّت واحدہ بنتے۔ دنیا میں امن اور سلامتی کو پھیلاتے اور پھر اس زمانے میں تو یہ اور بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مؤاخذہ بن جاتے ہیں جب صرف خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وارننگ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اس استاد کامل کے شاگرد کامل اور عاشق صادق کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور ہو چکا جس کو اللہ تعالیٰ نے امّت واحدہ بنانے کے لئے پھر مسلمانوں پر احسان کرتے ہوئے بھیجا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راتوں کی دعاؤں کا، راتوں کی بے چین دعاؤں کا کہنا چاہئے اس زمانے کے مسلمانوں کے لئے ثمرہ ہے۔ جو قربانیوں کا حقیقی ادراک پیدا کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ پس جب تک اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کو مسلمان قبول نہیں کریں گے یونہی بھٹکتے رہیں گے۔ گردنیں زدنیاں ہوتی رہیں گی۔ اللہ اور رسول کے نام پر ظلم کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتے رہیں گے۔ اللہ کرے کہ ان کو عقل آ جائے۔ یہ حقیقی ادراک مسلمانوں میں پیدا ہو کہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کی قربانی خانہ کعبہ کی تعمیر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اپنی قربانی کے معیار کو بلند کرتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا قیام اور سلامتی اور امن کو دنیا میں قائم کرنا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقیقی رنگ میں اس قربانی کا ادراک عطا فرمائے اور ہم ظاہری بھیڑ بکریوں کی قربانی کے بجائے قربانی کی روح کو سمجھتے ہوئے اپنے حق ادا کرنے والے بنیں۔ دنیا کو امن اور سکون اور سلامتی دینے والے بنیں۔

اب خطبہ ثانیہ کے بعد دعا ہوگی۔ دعا میں ہمارے شہداء کے خاندانوں کو بھی یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ شہداء کے بھی درجات بلند کرے اور ان کی قربانیاں بھی جلد رنگ لائیں۔ گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر قربانی جو ہے نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ جماعت کی ترقی کا باعث بنتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان علاقوں میں بھی جہاں یہ قربانیاں ہو رہی ہیں ہمارے لئے آسانیاں اور سہولتیں پیدا فرمائے اور وہاں کے لوگوں کو عقل عطا فرمائے۔ اسیران کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ مالی قربانیاں کرنے والوں کے لئے بھی دعا کریں۔ واقفین زندگی جو میدان عمل میں ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں۔ وقت کی قربانی دینے والے جو احمدی والنٹیئرز کام کرتے ہیں ان کے لئے دعا کریں۔ جو ضرورتمند اور غریب لوگ ہیں ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دُور فرمائے۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کریں۔ انڈونیشیا کے احمدیوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہر تکلیف سے بچائے۔ دنیا میں بسنے والے تمام احمدیوں کے لئے دعا کریں۔ مشکلات سے اللہ تعالیٰ انہیں نجات دے۔ مظلوم مسلمانوں کے لئے دعا کریں۔ مسلمانوں میں بہت سے مظلوم طبقے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی ظلموں سے نجات دلوائے۔ بعض مجبور ہیں کہ مظلومیت کی وجہ سے یا سختیوں اور پابندیوں کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ سختیاں بھی ختم کروائے۔ فلسطین کے مسلمانوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو بھی حل فرمائے اور دُور فرمائے۔ اُمّت مسلمہ کے لئے عمومی طور پر دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو عقل سمجھ دے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ اسلام کے نام پر ظالمانہ حرکتیں کرنے والی جو تنظیمیں ہیں ان کے خاتمے کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ جلد ان سے نجات دلوائے اور اسلام کی حقیقی تعلیم دنیا پر صحیح طرح واضح بھی ہو جائے اور دنیا اس کی آغوش میں بھی آنے والی ہو۔

☆☆☆ خطبہ ثانیہ۔ دعا ☆☆☆

بقیہ: جلسہ سالانہ گوئٹے مالا از صفحہ 15

اس اجلاس میں پروفیسرز، ٹیچرز، وکلاء اور کافی تعداد میں غیر مسلم مہمانوں نے شرکت کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد جملہ حاضرین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا جس دوران غیر مسلموں کے ساتھ تبلیغی گفتگو ہوتی رہی۔

جلسہ سالانہ کے بعد بہت سی اہم شخصیات سے ملاقاتیں بھی کی گئیں۔ چنانچہ گوئٹے مالا کے سابق صدر مملکت اور گوئٹے مالا سٹی کے موجودہ میئر Mr. Alvaro Arzu سے ملاقات کر کے انہیں قرآن کریم اور دیگر جماعتی کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔ اس ملاقات میں مکرم مختار احمد چیمہ صاحب، مکرم David Gonzales صاحب اور خاکسار تھے۔

کونسٹی ٹیوشنل (Constitutional) عدالت کے ایک جج Aljander Maldonado کے دفتر میں اُن سے ملاقات کر کے بھی قرآن کریم اور دیگر کتب کا تحفہ پیش کیا گیا اور جماعت کے بارہ میں ضروری معلومات دی گئیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ 1991ء میں کلینک کے افتتاح کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے شرف ملاقات حاصل کر چکے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے اختتام کے بعد جملہ مہمانوں کو Antiga Guatemala کی سیر کروائی گئی۔

امریکہ میں رہائش پذیر میکسیکو کے ایک باشندہ مکرم عثمان صاحب کے نکاح کی تقریب بھی منعقد ہوئی۔ اُن کا نکاح کولمبیا کی نومبائع خاتون مکرمہ عائشہ صاحبہ کے ساتھ طے پایا۔ لجنہ اماء اللہ نے ان کی شادی کا پُرخلوص اہتمام بھی کیا۔

مہمانوں کے تأثرات

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے بعض مہمانوں کے تأثرات ذیل میں پیش ہیں:

☆ میکسیکو کی Yamin Gomez نے کہا کہ گوئٹے مالا کے احمدی احباب وخواتین نے جس خلوص اور محبت سے اور خندہ پیشانی سے ہماری خدمت کی اس پر مَیں دل کی گہرائیوں سے شکرگزار ہوں۔ جلسہ میں شمولیت میرے علم میں اضافہ کا باعث بنی۔

☆ میکسیکو کے محترم Umar Sanches صاحب نے کہا کہ ہم اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے، جلسہ سالانہ گوئٹے مالا میں شمولیت کر کے علم کی روشنی حاصل ہوئی۔

☆ محترمہ منیرہ صاحبہ (میکسیکو) نے وزیٹر بُک میں تحریر کیا کہ مَیں جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کی پُرخلوص مہمان نوازی پر تہ دل سے شکرگزار ہوں۔ اسلام کی خوبصورت تعلیمات کا یہاں عملی نمونہ دیکھا۔ احباب جماعت کا خلوص اور پیار و محبت مثالی ہے۔ محترم امام صاحب کا دینی تعلیم سکھانے کا طریق بہت عمدہ ہے۔ میری تمنّا ہے کہ آپ سے مزید دینی علم حاصل کروں۔ لجنہ اماء اللہ گوئٹے مالا بہت ہی خوش مزاج، محبت کرنے والی اور حد درجہ مہمان نواز ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

☆ میکسیکو کے ایک دوست نے اپنا خواب سنایا کہ دس سال قبل انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ Antigua Guatemala میں ہیں۔ وسیع میدان اور خوبصورت باغ ہے جس میں بے شمار لوگ ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ میرا یہ خواب جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر پورا ہو گیا ہے۔ جو منظر خواب میں دس سال قبل دیکھا تھا وہی یہاں جلسہ سالانہ اور مسجد بیت الاوّل کے خوبصورت باغ میں دیکھا۔

اسی طرح دوسرے خواب میں دیکھا کہ میکسیکو میں ان کی چھوٹی سی مسجد میں بالکل ننّھا سا پودا لگا ہوا ہے۔ ایک بزرگ باہر سے آ کر کہتے ہیں کہ اس پودے کی آبیاری کرو بہت پھل دے گا۔...... یہ خواب اس طرح پورا ہوا کہ جماعت احمدیہ کے بزرگ ہمارے پاس پہنچے اور ہمیں روحانی پانی سے سیراب کیا۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کا انعقاد ہر پہلو سے باعث خیر و برکت بنائے۔ نومبائعین اور ہم سب کو اخلاص، حقیقی ایمان اور خلافت احمدیہ سے پُرخلوص محبت عطا فرماتے ہوئے مقبول خدمت دین کی سعادت بخشے۔

☆......☆......☆

بقیہ: آسٹریلین حکومت کا انسدادِ توہین قانون ختم نہ کرنے کا اعلان از صفحہ 14

پڑ گئے۔ اسی طرح پھر جب اس نے درخواست کی کہ وہ وزیراعظم سے ذاتی ملاقات کر کے ان سے معافی مانگنا چاہتا ہے تو انہوں نے اسے ملنے یا اس کا فون ریسیو کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ ملکی لیڈروں نے اس صحافی کے بیان کو "Lowest of the low" یعنی انتہائی نیچ اور "Cruel and offensive" یعنی ظالمانہ اور سفّاکانہ قرار دے کر خوب مذمت کی۔

پس اس واقعہ سے صاف ثابت ہو گیا کہ آزادیٔ اظہار اور آزادیٔ صحافت کے علمبردار ملک کے حکام اور جمہور عوام بھی اپنے معاملہ میں ایسی نام نہاد آزادی صحافت کو سخت ناپسند کرتے ہیں جو ہر قسم کے اخلاق، لحاظ، مصلحت اور حکمت سے عاری ہو۔ خصوصاً جب کسی ایسی شخصیت کی بات ہو رہی ہو جو کسی کے لئے کسی حوالے سے پیاری اور محترم ہو۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی کی ذاتی و خاندانی بزرگ ہستیوں کے ساتھ ساتھ ایسی مقدس مذہبی اور روحانی ہستیوں کی توہین پر بھی ہر پلیٹ فارم اور ہر سطح سے مذمت کی آواز اٹھائی جائے جو کسی کے لئے اس کے خاندانی بزرگوں سے بھی کہیں بڑھ کر پیاری اور محترم ہوں۔

اس سلسلہ میں آسٹریلین حکومت کی طرف سے قانونِ توہین کو ختم نہ کرنے کے عزم کا اعادہ مستحسن اور قابل ستائش و تقلید ہے۔

R & R

CAR SERVICES LTD

Abdul Rashid

Diesel & Petrol Car Specialist

Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ

Tel: 020 8877 9336

Mob: 07782333760

حضرت امام جماعت احمدیہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 فروری 2006ء میں فرمایا تھا:

”ہم دنیا کو سمجھاتے ہیں کہ کسی بھی مذہب کی مقدس ہستیوں کے بارے میں کسی بھی قسم کا نازیبا اظہار خیال، کسی بھی طرح کی آزادی کے زمرے میں نہیں آتا۔ تم جو جمہوریت اور آزادی ضمیر کے چیمپین بن کر دوسروں کے جذبات سے کھیلتے ہو یہ نہ ہی جمہوریت ہے اور نہ ہی آزادیٔ ضمیر ہے۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور کچھ ضابطۂ اخلاق ہوتے ہیں۔ جس طرح ہر پیشے میں ضابطہ اخلاق ہیں، اسی طرح صحافت کے لئے بھی ضابطہ اخلاق ہے اور اسی طرح کوئی بھی طرز حکومت ہو اس کے بھی قانون قاعدے ہیں۔ آزادی رائے کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے کے جذبات سے کھیلا جائے، اس کو تکلیف پہنچائی جائے۔ اگر یہی آزادی ہے جس پر مغرب کو ناز ہے تو یہ آزادی ترقی کی طرف لے جانے والی نہیں ہے بلکہ یہ تنزل کی طرف لے جانے والی آزادی ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 10 مارچ 2006ء)

(بحوالہ اسوۂ رسولؐ اور خاکوں کی حقیقت۔ صفحہ 26-25)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو امام وقت کی نصائح پر کان دھرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

15 London Rd, Morden SM4 5HT

0044 20 3609 4712

آکسفورڈ یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر David Samuel Margoliouth
اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ایک ملاقات کی دلچسپ روداد

{پروفیسر مارگولی ایتھ (پیدائش 17اکتوبر 1858ء، وفات 23/مارچ 1940ء) آکسفورڈ یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر اور عبرانی کے علاوہ فارسی، ٹرکش، آرمینین اور Syriac زبان کے ماہر تھے۔ ان کے والد Ezekiel یہودیت کو چھوڑ کر اینگلیکن چرچ سے وابستہ ہوئے۔ پروفیسر ڈیوڈ سموئیل مارگولیتھ ایک معروف Orientalist اور کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں اسلامی تاریخ سے متعلق کئی کتب بھی شامل ہیں۔

16/دسمبر 1916ء کو پروفیسر صاحب قادیان آئے جہاں ان کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی جس کا احوال اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 19/ تا 22/ دسمبر 1916ء میں ''پروفیسر مارگولی ایتھ قادیان میں'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ یہ ملاقات بہت ہی مفید اور دلچسپ امور پر مشتمل ہے۔ خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی بصیرت، دُور اندیشی اور آسمانی نُور سے فیضیافتہ حکمت و فراست اس مختصر سی گفتگو سے بہت نمایاں ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ان فرمودات میں ایک احمدی مسلمان کے لئے غیر مسلم سکالرز سے اسلامی تاریخ کے حوالہ سے گفتگو کرنے کے لئے بنیادی رہنمائی موجود ہے۔ ذیل میں ہم قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے اخبار الفضل کے مذکورہ بالا شمارہ سے یہ روداد من وعن پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

(مدیر)}

''پروفیسر مارگولی ایتھ قادیان میں

جیسا کہ ہم گزشتہ پرچہ میں اطلاع دے چکے ہیں۔ آکسفورڈ (انگلینڈ) یونیورسٹی کے مشہور و معروف پروفیسر مارگولی ایتھ جنہیں پنجاب یونیورسٹی نے خاص طور پر ولایت سے اس لئے مدعو کیا ہے کہ اس کے پروفیسروں کے سامنے اسلامی تاریخ کے متعلق لیکچر دیں۔ مؤرخہ 16 دسمبر (1916ء) کو ایک بجے کے قریب یہاں وارد ہوئے اور بابو رحمت اللہ صاحب کے مکان میں اُتارے گئے۔ تھوڑی دیر آرام کرنے اور چائے پینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے قصبہ میں آئے۔ اور حضور نے ایک مختصر سی مجلس جس میں جناب مفتی محمد صادق صاحب۔ جناب مولوی شیر علی صاحب۔ جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ جناب چودھری فتح محمد صاحب۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب۔ جناب ماسٹر عبدالرحیم صاحب۔ جناب چودھری غلام محمد صاحب۔ جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ جناب حافظ روشن علی صاحب اور خاکسار ایڈیٹر الفضل موجود تھے شرف باریابی بخشا۔ اور جناب چودھری فتح محمد صاحب کی وساطت سے کہ جو ترجمانی کرتے تھے ایک مختصر مگر نہایت مفید گفتگو فرمائی جو ذیل میں احباب کرام کے فائدہ کے لئے درج کی جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہم آپ کے یہاں تشریف لانے سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ کیا آپ کو کچی سڑک کی وجہ سے کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟

پروفیسر صاحب: کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ آرام سے یہاں پہنچ گیا ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح: آپ کی نسبت سنا ہے کہ آپ کو تاریخ سے خاص مذاق ہے۔ کیا آپ نے تاریخ کے متعلق کوئی ایسے اصول بھی مقرر کئے ہیں جو ہر ایک مؤرخ کو مدّ نظر رکھنے چاہئیں۔

پروفیسر صاحب: مَیں نے کوئی نئے اصول تو نہیں نکالے۔ ہمارے خیال میں مسلمان مؤرخین نے تاریخ نویسی کے لئے جو طریق اختیار کیا ہے وہ بہت محتاط اور صحیح ہے۔ ہمارا صرف یہ کام ہے کہ ہم ان کے خیالات اور واقعات کو انگریزی میں بیان کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح: اسلامی زمانوں کی وہ تاریخی کتابیں جو عربی زبان میں ہیں۔ ان میں سے آپ کس کو ترجیح دیتے ہیں؟

پروفیسر صاحب: تاریخ کے فلسفہ کے متعلق ابن خلدون کے مقدمہ کو سب پر ترجیح دیتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح: تاریخ کے فلسفہ کے رُو سے نہیں، عام تاریخی واقعات کے رُو سے۔

پروفیسر صاحب: مِسکَوَیْہ کو مَیں دوسرے مؤرخوں پر ترجیح دیتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح: **ہمارے سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ ہم اس اسلام کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو دیا گیا تھا اس کی حقیقی اور اصلی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ہمارے خیال میں تاریخ جن باتوں کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے اس سے بڑھ کر صاف اور واضح طور پر ہم پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ ہم پیش کرتے ہیں وہ مشاہدہ کے رُو سے ہے۔** اور مؤرخین کے نزدیک کسی واقعہ کے متعلق قطعی دلیل مشاہدہ ہی ہوتی ہے۔ اس کے سوا جو کچھ بھی ہو اس کو مُسلّم نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن جو بات مشاہدہ میں آجائے اس کا انکار کرنے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا۔ مثلاً کسی تاریخ کی کتاب میں لکھا ہو کہ فلاں جگہ کوئی شہر تھا۔ کوئی شخص وہاں جا کر دیکھ لے کہ واقعہ میں وہاں شہر ہے یا اگر شہر نہیں تو کھنڈرات موجود ہیں۔ یا اسی طرح پر لکھا ہو کہ فلاں جگہ پہاڑی ہے اور کوئی شخص اسی جگہ پہاڑی کو مشاہدہ کر لے تو پھر اسے تاریخ یا جغرافیہ کے اس بیان کے متعلق کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہ جائے گا۔ **لیکن جس بات کا کوئی مشاہدہ نہ کر سکے اسے اس وقت تک قطعی طور پر درست اور صحیح نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ اس کے معلوم ہونے کے ذرائع نہایت معتبر اور قابل اعتبار نہ ہوں۔**

اس بات کو مدِّ نظر رکھ کر اسلام کے متعلق **اوّل تو یہ دیکھا جائے کہ وہ کس طرح اور کن ذرائع سے ہم تک پہنچا ہے اور آیا وہ ذرائع معتبر ہیں یا نہیں۔**

اور دوسرا یہ کہ اسلام جو کچھ کہتا اور بتاتا ہے اس کو تجربہ اور مشاہدہ میں لا کر دیکھیں کہ آیا وہ ایسا ہے بھی یا نہیں۔

جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے بانی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ سے خاص تعلق رکھتے تھے اور اسلامی تاریخ ایسے واقعات بیان کرتی ہے جو اس دعویٰ کی تائید میں ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اسلام پر عمل کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ جائے تو اس کو یقین ہو جائے گا کہ بانی اسلام کے متعلق بھی جو کچھ بتایا جاتا تھا درست تھا۔ وہ ہرگز مفتری نہ تھا خواہ اس کا بانی کوئی ہی ہو۔ رسول کریمؐ ہوں، ابوبکرؓ، عمرؓ ہوں یا عثمانؓ و علیؓ ہوں۔ اور چونکہ زمانہ حال کے کریٹکس (Critics) اسلام کو مختلف آدمیوں کے ہاتھوں سے تکمیل کو پہنچا ہوا صرف اس قیاس کی بنا پر سمجھتے ہیں کہ یہ انسان کا بنایا ہوا مذہب ہے اور ایک انسان اُلوہی تعلیم کہاں دے سکتا ہے۔ اس لئے جب مشاہدہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ اسلام اپنے اندر فوق العادت طاقت رکھتا ہے تو وہ خیال خود باطل ہو جاتا ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ تاریخ اسلام جو کچھ بتاتی ہے وہ درست ہے کیونکہ جب آج اس تعلیم پر عمل کرنے سے کوئی شخص خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے تو پھر وہ شخص کیوں خدا تعالیٰ تک نہ پہنچا ہوا ہوگا جس نے یہ تعلیم دنیا تک پہنچائی۔

اس مشاہدہ سے یقینی طور پر ثابت ہوگا کہ اس انسان کا خدا تعالیٰ سے ضرور بہت بڑا تعلق تھا۔ اور کوئی مؤرخ اس کو غلط نہیں کہہ سکتا۔

لیکن باوجود اس مشاہدہ کے اگر پھر بھی کوئی کہے کہ یہ غلط ہے تو سوائے اس کے کہ عقلمند اور دانا انسان اس کے کہنے پر ہنس دیں، اَور کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے تو تجربہ اور مشاہدہ سے دیکھ لیا ہے کہ اس تعلیم پر عمل کرنے سے آج بھی وہی نتیجہ نکلا ہے جس کا اسلام نے پہلے دن دعویٰ کیا تھا۔

پروفیسر صاحب: اس بات سے مجھے بھی اتفاق ہے کہ **مشاہدہ اگر واقعہ کی صداقت پر شاہد ہو تو اس کی صداقت میں شک نہیں رہ جاتا۔**

حضرت خلیفۃ المسیح: ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے اس بات سے اتفاق ظاہر کیا ہے۔ **مگر یورپین ممالک کے لوگوں نے اس طرف توجہ نہیں کی** اور وہ اسی پر جمے ہوئے ہیں کہ اسلام اور بانی اسلام کے حالات جو تاریخی طور پر اُن تک پہنچے ہیں ان کو غلط ثابت کریں۔ حالانکہ کوئی تاریخی رائے قطعی نہیں ہو سکتی۔

اسی زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ کے متعلق آج خبر آتی ہے فلاں بات یوں ہوئی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ خبر غلط تھی۔ اور ایک ذریعہ سے اَور خبر ملتی ہے، دوسرے سے اَور۔ پس جب زمانہ حال کی اخبار کے حالات میں اس قدر اختلاف ہے تو زمانہ ماضی کی اخبار میں کیوں نہ ہو اور جب اس قدر اختلاف ہے تو تاریخی واقعہ کو قطعی اور یقینی نہیں کہا جا سکتا۔ تاریخی شہادت میں کوئی نہ کوئی پہلو شک وشبہ کا باقی رہتا ہے۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں تاریخی بات ضرور یونہی ہوئی ہے۔ **لیکن جو بات تاریخ میں مذکور ہو اور آج بھی کسی طرح اس کا مشاہدہ ہو جائے تو پھر اس میں کوئی شک نہیں رہ جاتا۔**

دیکھئے اسلام نے دعویٰ کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالیٰ سے تعلق تھا۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی خاص نصرت اور تائید حاصل تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کے لئے رسول ہو کر آئے تھے۔ اب ایک شخص ہے جو تاریخی شہادت پر مختلف طور پر جرح کر کے اس بات کی تصدیق نہیں کرتا۔ لیکن ایک اور شخص ہے جس نے اسلام کی تعلیم پر چل کر ان سب باتوں کو حاصل کیا ہے وہ شہادت دیتا ہے کہ جو کچھ فلاں تاریخ میں لکھا تھا وہ بالکل درست ہے کیونکہ اس کو غلط صرف قیاس سے کہا جاتا تھا اور مَیں نے مشاہدہ سے اس کو درست پایا ہے۔ ان دونوں میں سے کس کی شہادت قابل اعتبار ہے۔ اگر کوئی شخص باوجود مشاہدہ کے اس تاریخی شہادت کو بعض اور تاریخی روایات کی بنا یا بعض متدلات کی بنا پر غلط قرار دیتا ہے تو وہ شخص جس نے مشاہدہ کیا ہے اس سے یہ بات دریافت کرنے کا حق رکھتا ہے کہ جب ہم نے اسلام پر عمل کر کے اب بھی وہی باتیں حاصل کر لی ہیں تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ تاریخ میں جو باتیں بیان ہوئی تھیں وہ غلط تھیں۔

پروفیسر صاحب: بے شک مشاہدہ جس بات کی تائید کرے اسے ردّ نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح: **مختلف مذاہب کی اپنی اپنی تاریخی کتب ہیں اور وہ اپنی تاریخوں کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ سچی ہیں اور دوسرے مذاہب کی روایات کو جھوٹا قرار دیتے ہیں تا ان کا مذہب سچا ہو۔ اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کی آسان راہ یہ ہے کہ مشاہدہ کی تائید کے ساتھ اس اختلاف کو دُور کیا جاوے ورنہ روایتاً یہ اختلاف کبھی دُور نہیں ہو سکتا۔**

پس یورپ کے لوگ جہاں تاریخ کی چھان بین کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اگر اس کے ساتھ مشاہدہ کے ساتھ فیصلہ کرنے کی طرف بھی توجہ کریں تو ہم اسلام کی طرف سے اسلام کا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

ہمارے پیشوا نے تحقیق کا یہ رستہ بھی کھول دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر مذہب والے تاریخی طور پر کچھ دعاوی کرتے ہیں۔ مثلاً مسیحی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح سے فلاں فلاں نشان ظاہر ہوئے اس لئے وہ سچے ہیں۔ لیکن دوسرے مذاہب والے کہتے ہیں کہ نہیں، یہ غلط ہے کہ حضرت مسیح سے کوئی ایسے نشان ظاہر ہوئے۔

اسی طرح ہندو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے فلاں فلاں نشان دکھلائے۔ مگر دیگر مذاہب والے کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔

اسی طرح مسلمان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فلاں فلاں نشان ظاہر ہوئے لیکن دوسرے ان کے ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

اب اس بات کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ کونسے مذہب کے نشانات واقعہ میں رونما ہوئے کیونکہ ہر ایک مذہب والا تاریخی طور پر اپنے اپنے نشانات کو پیش کرتا ہے۔ لیکن جس مذہب کے نشانات کا اب بھی مشاہدہ ہو سکے ان کو ضرور سچا تسلیم کیا جائے گا۔ پس ہم آج بھی اس بات کے لئے تیار ہیں کہ وہی نشان اور خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید کے منظر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ظہور پذیر ہوئے اور جن کو مخالفینِ اسلام اس وقت اِمپاسبل (impossible) اور ناممکن کہتے ہیں، ان کو دکھا سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس دعویٰ کو پورا کر کے بھی دکھا دیا ہے۔

اب بھی اگر اس قسم کی تحقیقات کے متعلق ایک مجلس ہو جس میں ہر ایک مذہب والے شامل ہوں تو ہم بھی شامل ہوں گے۔ اس مجلس میں ہر مذہب والے اپنے اپنے امتیازی نشانات جو روایتاً پہنچتے ہیں، اُن کا اس زمانہ میں مشاہدہ سے ثبوت دیں۔ جس مذہب والے مشاہدہ کی بنا پر اُن کو سچا ثابت کر سکیں اُن کا دعویٰ اور تاریخ صحیح تسلیم کی جائے۔ اور جو نہ ثابت کر سکیں ان کا دعویٰ قابل التفات نہ سمجھا جائے گا۔ اس مجلس میں اگر ہم مشاہدہ کے رُو سے دکھا دیں اور ثابت کر دیں کہ وہی نشانات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوئے وہی اب بھی ہو سکتے ہیں۔ (1) تو پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا اسلام کو سچا مذہب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول نہ مان لے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور غلام جو کام کر سکتے ہیں وہ آقا اور سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں نہ کیا ہوگا۔ ضرور کیا ہے۔

پروفیسر صاحب: کیا کتاب دلائل النبوۃ میں جو معجزے درج ہیں ان کو آپ مانتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح: ہم اُن معجزات کو مانتے ہیں جو قرآن کریم اور صحیح احادیث میں آئے ہیں۔ باقی اس قسم کی کتابیں جو عام لوگوں کے خوش کرنے کے لئے قصّہ کے طور پر لکھی گئی ہیں ان کو نہیں مانتے۔ اور اس قسم کی کتابوں سے کوئی مذہب خالی نہیں ہے جن میں اپنے نبی کو بڑھانے کے لئے بعض لوگ بغیر تحقیق سنی سنائی باتیں مبالغہ آمیز پیرایہ میں لکھ دیتے ہیں۔ ہم ایسی کتابوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر اُن کو تسلیم نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان دکھلائے ہی نہیں۔ ضرور دکھلائے ہیں۔ لیکن وہی جو قرآن شریف اور صحیح احادیث میں بیان کئے گئے ہیں اور انہی کی نسبت ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ پھر بھی ظاہر ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح ہم دوسرے مذاہب والوں کو بھی کہیں گے کہ جن نشانات کا ان کی الہامی کتابیں دعویٰ کرتی ہیں انہی کا مشاہدات سے ثبوت دیں۔

پروفیسر صاحب: آپ کی رائے میں شقّ القمر کا معجزہ جو قرآن میں آیا ہے، درست ہے یا نہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح: کیوں درست نہیں۔ جب قرآن کریم میں آگیا ہے تو پھر ہمارے لئے اس کے درست ہونے میں کیا شک وشبہ ہوسکتا ہے۔

پروفیسر صاحب: کیا آجکل پھر یہ معجزہ ہوسکتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح: جس رنگ میں قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے اسی طرح ہوسکتا ہے۔ قرآن کریم نے جو کچھ اس کے متعلق بتایا ہے وہ اس سے بالکل الگ ہے جو عام طور پر مشہور ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ شقّ القمر ساعت کی علامت ہے۔ اب اس کے وہی معنے کئے جائیں گے جن کے رُو سے ساعت کی علامت ٹھہرے اور وہ یہ ہیں کہ قمر عرب کی مملکت کا نشان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی رنگ میں دکھایا گیا کہ قمر دو ٹکڑے ہوگیا ہے اور یہ کشف دوسروں کو بھی دکھایا گیا۔ اس قسم کا کشف جو دوسروں کو بھی دکھائی دے اس زمانہ میں بھی ہوا ہے اور ہوسکتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کشف میں دکھایا گیا ہے کہ چاند پھٹ گیا ہے جس سے یہ مراد تھی کہ عرب کی حکومت تباہ ہوجائے گی۔ اس قسم کے کشف کا دروازہ بند نہیں ہوُا، اب بھی کھلا ہے۔

اس بات کا ثبوت کہ قمر سے مراد عرب کی حکومت تھی اس مشہور واقعہ سے ملتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر حملہ کیا تو وہاں کے سردار کی لڑکی صفیہ نے رؤیا دیکھا کہ چاند میری گود میں آگیا ہے۔ اُس نے جب یہ رؤیا اپنے باپ کو سنائی تو اس نے اُسے تھپڑ مارا کہ کیا تُو عرب کے بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ یہ خواب اس کی اس رنگ میں پوری ہوئی کہ جب خیبر فتح ہوا تو ان کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ غرض چاند اہل عرب کی حکومت کا نشان تھا اور اس کے پھٹنے میں اُس وقت کے انتظام حکومت کی تباہی کی پیشگوئی تھی۔

پروفیسر صاحب: قرآن کے بے مثل ہونے کا جو معجزہ ہے کیا وہ دوبارہ دکھایا جاسکتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح: اِس زمانہ میں کم از کم بیس دفعہ تو دکھایا جاچکا ہے۔ ہمارے امام حضرت مرزا صاحب نے کئی ایک کتابیں عربی زبان میں لکھیں۔ تیس ہزار روپیہ تک کا انعام رکھا اور تمام دنیا کے لوگوں کو چیلنج دیا کہ ان کے مقابلہ پر لکھیں لیکن کوئی مقابلہ نہ کرسکا۔ آپ نے نہ کسی عربی مدرسہ میں پڑھا، نہ آپ کبھی عرب میں گئے، نہ آپ نے کسی مشہور ومعروف استاد سے تعلیم حاصل کی۔ لیکن باوجود اس کے آپ نے تمام دنیا کے عربی دانوں کو چیلنج دیا لیکن کسی نے قبول نہ کیا۔ یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ آپ جب کچھ پڑھے ہوئے نہیں تھے تو پھر قرآن کس طرح بنالیا، قرآن کریم کسی انجمن نے مل کر بنایا ہے۔ وہ اعتراض غلط تھا۔ اب بھی ایک شخص نے جو ایک لحاظ سے اُمّی ہی تھا بے مثل کتب لکھ کر ثابت کردیا کہ آقا کا کام ضرور افضل تھا۔

حضرت مرزا صاحب پر کفر کے فتوے دینے والے اب بھی ہندوستان میں موجود ہیں وہ اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ آپ نے کسی عربی مدرسہ میں نہیں پڑھا۔ پھر آپ کبھی عرب میں نہیں گئے۔ آپ کی مادری زبان عربی نہ تھی۔ لیکن باوجود اس کے آپ نے عربوں اور تمام دنیا کے عربی دانوں کو چیلنج دیا لیکن کسی کو قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ المنار کا ایڈیٹر مقابلہ پر تو کچھ نہ لکھ سکا ہاں یہ لکھ دیا کہ آپ کی کتب میں بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں لیکن جب اسے جواب دیا گیا اور چیلنج کیا گیا تو پھر ایسا نادم اور شرمندہ ہوُا کہ کچھ بول نہ سکا اور مقابلہ سے دل چُرا گیا۔

پروفیسر صاحب: اگر کوئی اس چیلنج کو منظور کرے تو فیصلہ کون کرے گا؟

حضرت خلیفۃ المسیح: حضرت مرزا صاحب نے اس کا بھی فیصلہ کردیا ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ جو چیلنج منظور کرے وہی جج بھی مقرر کرے (بشرطیکہ وہ جج اس کے مریدین وغیرہ میں سے نہ ہوں البتہ وہ جج فیصلہ کرتے وقت یہ قسم کھائیں کہ اگر ہم جھوٹا فیصلہ کریں تو ایک سال کے اندر اندر ہم پر خدا کا عذاب نازل ہو۔ پھر اگر ایک سال تک ان پر کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو خاص شان اور ہیبت رکھتا ہو تو انعام سپرد کردیا جائے گا۔

پروفیسر صاحب: یہ تو بہت وسیع حوصلہ دکھایا گیا ہے۔ آپ سے گفتگو کرکے مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا ہے اور مَیں آپ کا شکر گزار ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح: چلتی دفعہ ہمارا ایک پیغام ہے جسے ہم اس امید پر دیتے ہیں کہ آپ اسے اپنے حلقہ میں پہنچادیں **اور وہ یہ کہ دنیا میں سختی اور درشتی سے کبھی کام نہیں چلا کرتے۔ اگر کسی بات کے متعلق باہمی میل جول اور محبت سے فیصلہ کیا جائے تو بہت مفید ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر یورپین محبت سے اسلامی مسائل کے متعلق تحقیقات کریں تو اس سے انہیں فائدہ بھی ہو اور آپس میں محبت بھی بڑھے۔**

پروفیسر صاحب: مَیں کوشش کروں گا اور اپنے حلقہ میں یہ پیغام پہنچادوں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت مسیح موعودؑ کی چند عربی کتابیں 'اعجاز احمدی'، 'لجۃ النور'، 'سیرت الابدال' دیں جن کا پروفیسر صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اور چونکہ پروفیسر صاحب موصوف کو شام کی گاڑی پر واپس لاہور جانا تھا اس لئے اس مختصر سی گفتگو کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح سے رخصت ہوگئے اور مقبرہ بہشتی، منارۃ المسیح، لائبریری حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ اور دار العلوم کی عمارات کو دیکھنے کے بعد روانہ ہوگئے۔

---

(1) اس موقعہ پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نشان مُنہ مانگا نہیں ہوا کرتا۔ میری مُراد اس قسم کے معجزات کے ظہور سے یہ نہیں کہ مخالف جو معجزہ چاہے بتادے اور وہی ظاہر ہوجائے بلکہ یہ مطلب ہے کہ ہوسکتا ہے کہ جب تمام مذاہب یا کوئی بڑا مذہب خصوصاً مسیحیت اس طرح فیصلہ کرنے پر آمادہ ہو تو علاوہ ان نشانات کے جو حضرت مسیح موعودؑ نے دکھائے اور جو مشاہدہ کا رنگ رکھتے ہیں اور جن میں سے بعض ابھی پورے ہونے والے ہیں خدا تعالیٰ قرآن کریم اور احادیث صحیح میں مذکورہ معجزات میں سے کسی معجزہ کی مانند معجزہ اسلام کی صداقت کے لئے دکھا سکتا ہے اور اگر ایسا مقابلہ ہو تو یقیناً یقیناً دکھلائے گا تا دشمنان اسلام پر ایسی حجّت قائم ہو کہ جس سے اسلام کے غلبہ کے لئے راہ کھل جائے۔

آسٹریلین حکومت کا

انسدادِ توہین قانون ختم نہ کرنے کا اعلان

(ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا)

آسٹریلیا میں ویسے تو اظہار رائے اور تحریر وتقریر کی مکمل آزادی ہے لیکن قانون میں ایک ایسی شق بھی موجود ہے جس کے تحت تحریر یا تقریر کے ذریعہ کسی کے جذبات مجروح کرنا، اہانت آمیز مواد شائع کرنا یا نسلی بنیاد پر کسی کی تحقیر کرنا ایک ناپسندیدہ اور قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ قانون بنیادی طور پر نسلی تعصّب کے خاتمہ کے لئے بنایا گیا تھا لیکن حال ہی میں فرانس میں ہونے والے واقعات کے بعد آسٹریلیا کی حکومت پر بعض حلقوں کی طرف سے بڑے شدّ ومد سے زور ڈالا گیا کہ اس قانون کو ختم کردیا جائے کیونکہ اس کے تحت آسٹریلیا میں فرانسیسی رسالہ Charlie Hebdo یا اس کی طرز پر توہین آمیز خاکے شائع کرنے کو ممکنہ طور پر عدالت میں چیلنج کیا جاسکے گا اور ان کی اشاعت پر پابندی عائد ہوسکتی ہے کیونکہ مبیّنہ طور پر آسٹریلین مسلمان یہ دعویٰ کرسکتے ہیں کہ اس قسم کے خاکوں سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور ان کی تحقیر اور توہین کی گئی ہے۔ اس طرح سے صحافت پہ بالواسطہ سنسر شپ عائد کی جاسکے گی۔

اس کے جواب میں قائمقام وزیر اعظم آسٹریلیا نے کسی بھی دباؤ میں آئے بغیر انسداد توہین کے اس قانون کے ختم کئے جانے کے کسی بھی امکان کو سختی سے ردّ کرتے ہوئے کہا کہ آزادیٔ اظہار کے موضوع پر تو تفصیل سے بحث کی جاسکتی ہے مگر اس کے لئے متذکرہ قوانین کو بیچ میں گھسیٹنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اسی طرح کمشنر برائے نسلی تعصّب نے بھی کہا کہ متعلقہ قوانین تو نسلی تعصّب کے خاتمہ کے لئے بنائے گئے تھے اور اسے صحافتی سنسر شپ سے تعبیر کرنا درست نہیں۔

(بحوالہ اے بی سی نیوز آسٹریلیا مورخہ 13 جنوری 2015ء)

واضح رہے کہ آسٹریلیا میں ریاستی سطح پہ مذہبی تعصب کے خاتمہ کا بھی قانون موجود ہے مگر مذکورہ بالا قانون کے ختم کرنے کا مطالبہ شاید اس لئے کیا جارہا ہے کہ موجودہ حکومت نے اس قانون کو تقریباً ایک سال قبل آسٹریلین مسلمانوں کی تنظیموں کے مطالبہ پر ہی برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

2012ء میں امریکہ میں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بنائی گئی نہایت ظالمانہ اور دلآزار فلم پر جماعت احمدیہ کا ردّعمل معلوم کرنے کے لئے آئے ہوئے نیوزی لینڈ سے تعلق رکھنے والے ایک پریس رپورٹر کے ساتھ ہونے والی گفتگو کا تذکرہ کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 ستمبر 2012ء میں فرمایا تھا:

''مَیں نے اُسے کہا ...... تم اُس مقام کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمانوں کی نظر میں ہے، اُن کے دل میں ہے اور اُس محبت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مسلمان کے دل میں ہے، تم نہیں سمجھ سکتے۔ مَیں نے اُسے بتایا کہ مَیں نے فلم تو نہیں دیکھی لیکن ایک دو باتیں جس دیکھنے والے نے مجھے بتائی ہیں، وہ ناقابلِ برداشت ہیں اور تم کہتے ہو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ باتیں سن کر تو مَیں کبھی فلم دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کرسکتا۔ اس میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں، ان کو سن کر ہی خون کھولتا ہے۔ مَیں نے اُسے کہا کہ تمہارے باپ کو اگر کوئی گالی دے، برا بھلا کہے، بیہودہ باتیں کہے تو اُس کے متعلق تمہارا ردّعمل کیا ہوگا؟ تم دکھاؤ گے ردّعمل؟۔ یہ بتاؤ گے کہ ٹھیک ہے کہ نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو ایک مسلمان کی نظر میں اس سے بہت بلند ہے، اس جگہ تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ دوبارہ پھر وہ فلم کے بارے میں بات کرنے لگا تو پھر مَیں نے اُسے کہا کہ مَیں تمہیں کہہ چکا ہوں کہ تمہارے باپ کے خلاف اگر کوئی بات کرے تو سنو گے؟ ہاں یا نہ میں جواب تو اُس نے نہیں دیا لیکن اس بات پر بہر حال چپ کر گیا۔ اس نمائندے نے تو شاید اس بارے میں میڈیا میں خبر نہیں دی۔ لیکن میرے اس فقرہ کو کہ تمہارے باپ کو کوئی گالی دے تو ردّعمل دکھاؤ گے کہ نہیں؟ دوسرے میڈیا نے بہت ساری جگہوں پر اُٹھایا۔ ویب سائٹ پر بھی ڈالا ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 19 اکتوبر 2012ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے اٹھائے گئے فطرتِ انسانی کے ایک اہم اور حساس پہلو پر مبنی اس سوال کے جواب میں نیوزی لینڈ کا یہ صحافی تو اس وقت ہاں یا نہ میں جواب نہ دے سکا لیکن نیوزی لینڈ کی ہمسایہ آسٹریلین قوم نے حضور انور کے اس خطبہ کے اگلے روز یعنی 29 ستمبر کو ایک افسوسناک معاملہ کی اطلاع پا کر اپنے برملا ردّعمل سے اس سوال کا جواب ضرور دے دیا۔ ہوا کچھ یوں کہ آسٹریلیا کی اس وقت کی وزیر اعظم کے والد (جن کی وفات شروع ستمبر میں ہی ہوئی تھی) کے بارہ میں یہاں کے ایک معروف ریڈیو براڈ کاسٹر صحافی نے ان کی موت کا ذکر کرتے ہوئے نہایت توہین آمیز کلمات منہ سے نکالے، اپنے تئیں وہ اپنا حق استعمال کررہا تھا کہ اسے آزادی ہے کہ وہ اپنا مافی الضمیر جس طرح اور جب چاہے ادا کرسکتا ہے لیکن اس کے اس توہین آمیز بیان پر پورا آسٹریلیا اس طرح سراپا احتجاج بن گیا کہ اسے نہ صرف معافی مانگتے ہوئے اپنا بیان واپس لینا پڑا بلکہ ملازمت سے بھی معطل کردیا گیا۔ اور اس کے پروگرام کو کمرشل سپانسر شپ سے بھی ہاتھ دھونے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

گوئٹے مالا (جنوبی امریکہ) میں پچیسویں جلسہ سالانہ 2014ء کا انعقاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شاملین جلسہ کے لئے خصوصی پیغام

(رپورٹ: عبدالستار خان۔ امیر و مشنری انچارج گوئٹے مالا)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کو اپنا 25واں جلسہ سالانہ مؤرخہ 12۔13۔14 دسمبر 2014ء کو مسجد بیت الاوّل میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

امسال افسر جلسہ سالانہ مکرم Dario Samoyoa صاحب صدر خدام الاحمدیہ مقرر کئے گئے تھے۔ جلسہ گاہ نئے تعمیر شدہ ہال میں بنائی گئی تھی۔ ایک ہال میں مردوں اور دوسری منزل کے ہال میں مستورات کا انتظام تھا۔ دونوں ہال آیات قرآنیہ، احادیث اور ارشادات مسیح پاک علیہ السلام کے بینرز سے مزیّن کئے گئے تھے۔ امسال جلسہ کے کارکنان کی تعداد 27 تھی جن میں 13 کارکنات تھیں۔

مکرم مولانا مختار احمد چیمہ صاحب مربی سلسلہ کینیڈا نے جلسہ سالانہ گوئٹے مالا میں حضور انور ایدہ اللہ کے نمائندہ کے طور پر شرکت کی۔ غیر ملکی مہمانوں کی کُل تعداد 28 تھی جن میں سے 5 مہمان امریکہ سے، 3 پانامہ سے، ایک ایک مہمان کینیڈا، کولمبیا اور کوسٹاریکا سے اور میکسیکو سے 17 مہمان تشریف لائے تھے۔ جلسہ میں شامل ہونے والوں میں 39 مقامی احمدیوں کے علاوہ 58 غیر مسلم مہمان بھی شامل تھے۔ اس طرح کُل حاضری 125 رہی۔

جلسہ سے ایک روز قبل ہوٹل 'ہالیڈے اِن' میں پریس کانفرنس منعقد کی گئی جس میں اخبار Periodio La Hora، نیشنل ریڈیو گوئٹے مالا TGW LA V02 de اور ریڈیو La Hora کے نمائندگان نے شرکت کی۔ مکرم مختار احمد چیمہ صاحب نے نمائندگان کو جماعت احمدیہ کا تعارف کروانے کے بعد اُن کے سوالات کے جواب دیئے۔

جلسہ سالانہ کے تینوں دن نماز تہجد سے دن کا آغاز ہوا اور نماز فجر کے بعد درس دیا جاتا رہا۔

جلسہ سالانہ کے پہلے روز جلسہ کی کارروائی کے باقاعدہ سے آغاز سے قبل میکسیکو سے تشریف لانے والے احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ مکرم مختار احمد چیمہ صاحب نے جمعہ پڑھایا۔ سہ پہر 3 بجے لوائے احمدیت اور گوئٹے مالا کا قومی جھنڈا لہرانے کی تقریب ہوئی۔

افتتاحی اجلاس میں تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سپینش زبان میں پڑھ کر سنایا جس کے بعد مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد چودھری صاحب آف USA نے یہ پیغام انگریزی زبان میں پڑھ کر سنایا۔

حضور انور کا پیغام انگریزی زبان میں تھا جس کا اردو ترجمہ اپنی ذمہ داری پر ذیل میں پیش ہے۔

جلسہ سالانہ گوئٹے مالا کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کا اردو ترجمہ

پیارے احباب جماعت احمدیہ گوئٹے مالا!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ 12، 13 اور 14 دسمبر 2014ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کا جلسہ ہر لحاظ سے بہت مبارک فرمائے اور اس کی بے انتہا روحانی برکات سے مستفیض ہوں۔

اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ جلسہ دنیاوی جلسوں کی طرح نہیں ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس جلسہ سے غرض یہ ہے کہ جماعت کے مخلصین روحانی برکات سے مستفیض ہوں۔ حقائق و معارف کو حاصل کرنے والے اور تعلق باللہ میں ترقی کریں۔ ایک اور فائدہ یہ بھی ہوگا کہ نئے دوستوں سے ملاقات کر کے باہمی محبت و الفت کا رشتہ مضبوط ہوگا۔'' (آسمانی فیصلہ)

پس جیسا کہ امسال جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر مَیں نے خطبہ جمعہ میں کہا تھا کہ جماعت احمدیہ کے جلسوں سے متّقی مردوں اور عورتوں کو صحبت صالحین نصیب ہوتی ہے اور شاملین جلسہ کو ایسا روحانی تجربہ حاصل ہوتا ہے کہ جس سے وہ نیکیوں میں انفرادی طور پر بھی آگے بڑھتے ہیں اور نیکیوں کے معیار بلند کرتے ہیں۔ یہ جلسہ ایک طرف ہمیں ذکر الٰہی کی طرف تو دوسری طرف ہمیں بنی نوع انسان سے متعلق اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پس اس امر کو اہمیت دیں کہ یہ جلسہ ایک روحانی اجتماع ہے۔ فضول اور بیہودہ گفتگو سے پرہیز کریں۔ بکثرت ذکر الٰہی، درود شریف، دعا اور استغفار پر زور دیں۔ مقررین کی تقاریر پوری توجہ اور انہماک سے سننے کی کوشش کریں۔ اپنے علم کو بڑھائیں اور اسلام کی خوبصورت تعلیمات کو سمجھنے کی سعی کریں۔

مَیں آپ کو بعض اعلیٰ اخلاقی قدروں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جن کا اپنانا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کے تکبّر اور نخوت سے بچیں۔ اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار کو حاصل کرنے کی جدوجہد کریں۔ دورانِ جلسہ باہمی محبت اور دوسروں کے لئے ہمدردی کے جذبہ کی بہترین مثال قائم کریں اور دوسروں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دیں۔ فخر و مباہات سے بچتے ہوئے عاجزی و انکساری کا بہترین نمونہ پیش کریں۔ ہمارے اعمال میں سچائی اور انصاف غالب نظر آئیں اگرچہ اپنے پیاروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے۔ درگزر اور صبر ایسی نیکیاں ہیں جن کا بجالانا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ اس ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقتہ نماز کے پابند ہوں اور جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 47-46)

اگر جلسہ کے تمام شرکاء ان اعلیٰ اخلاقی اقدار کو اپنا لیں تو ایک خوبصورت معاشرہ جنم لے گا جو حق کے سنجیدہ متلاشیوں کو اسلام کی خوبصورت تعلیمات کی طرف کھینچنے کا باعث ہوگا۔

جلسہ کے موقع پر جن اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش کریں وہ عارضی نہ ہو بلکہ ہمارے اندر مستقل نیکیاں بجالانے کی استعداد پیدا کرنے والا ہو۔

مَیں آپ لوگوں کو تبلیغ کے اہم فریضہ کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تبلیغ کرنا اور پیغام حق پہنچانا ہر احمدی کا فرض ہے اور تبلیغ میں کامیابی کا ذریعہ بہترین نمونہ پیش کرنا ہے۔

اگر ہمارے اعمال اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں۔ ہمارا قول و فعل قرآنی احکامات کے مطابق ہو اور ہماری اخوّت و محبت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ہو تو دنیا کو ہم احمدیت کا پیغام پہنچانے میں کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکیں گے۔ اپنے ملک کے لوگوں کو اپنے اعلیٰ اخلاق اور نیک اعمال سے دعوت الی اللہ کریں۔ اور یہ بھی جلسہ کی اغراض میں سے ایک غرض ہے۔

مَیں اس بات کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میرے خطبات جمعہ اور اہم مواقع پر کی گئی تقاریر کو غور سے سنیں۔ اس کے نتیجہ میں خلافت کے بابرکت نظام کے ساتھ آپ کا تعلق مضبوط ہوگا۔ نیز اپنے بچوں اور نسلوں کو بھی خلافت کی عظیم الشان برکات سے آگاہ کرتے رہیں کہ وہ بھی ہمیشہ خلیفۂ وقت کے باوفا اور اطاعت گزار بننے والے ہوں۔ یاد رکھیں کہ آج غلبہ اسلام کا فریضہ اور اس کی تکمیل نظام خلافت کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے۔ اس لئے مقدّس نظام خلافت کے ساتھ خود بھی اور اپنی نسلوں کو بھی وابستہ رکھنے کی جدّوجہد کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کے لئے درج ذیل الفاظ میں جو دعائیں کی ہیں یہ آپ کے حق میں بھی پوری ہوں۔

''ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ ...... اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں اپنے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوّت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 342)

آخر پر مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا یہ جلسہ ہر لحاظ سے بہت بابرکت فرمائے۔ ہر ایک میں نیا جذبۂ ایمان اور تقویٰ پیدا ہو۔ آپ کو نیکیوں میں آگے بڑھنے اور جماعت احمدیہ نیز انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق نصیب ہو۔

والسلام

مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس

....

بعد ازاں مکرم مولانا مختار احمد چیمہ صاحب نے ''صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اور پھر حاضرین کے سوالات کے جواب دیئے گئے۔

جلسہ کے دوسرے روز مستورات نے علیحدہ اجلاس بھی منعقد کیا۔ جس میں مکرمہ روحی صاحبہ اہلیہ مکرم فضل رحمٰن صاحب (آف USA) نے ''سیرت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا'' کے موضوع پر ایمان افروز تقریر کی۔

دوسرے روز کے پہلے اجلاس میں پہلی تقریر مکرم Dario Samayao صاحب صدر خدام الاحمدیہ کی شرائط بیعت کے موضوع پر تھی۔ بعد ازاں مکرم امام ابراہیم صاحب آف میکسیکو نے اپنے قبول احمدیت کی تفصیل بیان کی۔ جس کے بعد مکرم David Gonzalaz صاحب نے تقریر کرتے ہوئے احمدیت پر کئے جانے والے چند اعتراضات بیان کئے اور اُن کا جواب دیا۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد چودھری صاحب کی تھی جس کا عنوان تھا: ''تفسیر سورۃ الفاتحہ''۔

اس کے بعد سوالات کے لئے وقفہ ہوا۔ احباب نے بڑی دلچسپی سے متعدد سوالات کئے جن کے جوابات مکرم مختار احمد چیمہ صاحب، خاکسار اور مکرم ڈاکٹر امتیاز چودھری صاحب نے دیئے۔

دوسرے روز کے دوسرے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر خاکسار نے ''تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات'' پر کی۔ بعد ازاں مکرم مختار احمد چیمہ صاحب نے خلافت کی اہمیت، ضرورت اور برکات پر جامع تقریر کی۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد میکسیکو اور کوسٹاریکا کے مہمانوں کے ساتھ تربیتی و تبلیغی مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔

جلسہ سالانہ کے تیسرے روز صبح دس بجے اختتامی اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو اُردن سے تعلق رکھنے والے دوست مکرم سمیع قادر صاحب نے کی۔ آیات کریمہ کا سپینش ترجمہ مکرم David Gonzales صاحب نے پیش کیا۔ مکرم فضل رحمٰن صاحب USA نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا جس کا سپینش ترجمہ امام ابراہیم صاحب آف میکسیکو نے پڑھا۔

مکرم Dario Samayoa صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا جس کے بعد مکرم David Gonzales صاحب نے ''ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمت انسانیت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدازاں خاکسار نے ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محسن انسانیت'' کے عنوان پر تقریر کی۔ آخر میں مکرم مختار احمد صاحب چیمہ نے ''اسلام اور مذہبی رواداری'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں حاضرین کو سوال و جواب کا موقع دیا گیا۔ مہمانوں میں مارمن فرقہ کے رہنما، بہائی اور سپر چولزم کے نمائندگان بھی شامل تھے۔ ان تینوں نمائندگان نے جماعت احمدیہ کی امن کی کوششوں اور باہمی محبت کو سراہا اور جماعت کے ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کی تعریف کی۔

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 20 نومبر 2014ء بروز جمعرات نماز ظہر وعصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ زاہدہ بٹ صاحبہ (بنت مکرم عبدالخالق بٹ صاحب مرحوم۔آف کینیا)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

18 نومبر 2014ء کو 60 سال کی عمر میں لمبا عرصہ علالت کے بعد وفات پا گئیں۔انّا للہ وا نّا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے بوجہ بیماری شادی نہیں کی تھی۔ مرحومہ کا جماعت کے ساتھ اچھا تعلق تھا۔ جب تک صحت اچھی رہی جماعتی پروگراموں میں با قاعدہ شامل ہوتی رہیں۔ چندہ بھی باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم چوہدری مقصود احمد ورک صاحب (سابق نمبردار قیام پور ورکاں ضلع گوجرانوالہ)

گزشتہ دنوں 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انّا للہ وا نّا الیہ راجعون۔آپ نے تقسیم ہند سے دو سال قبل بیعت کر کے قبول احمدیت کی سعادت پائی اور اس کے بعد ساری زندگی دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ نیز قرآن کریم سیکھنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور بہت دعائیں کیں اور اپنی حُقہ نوشی کی پختہ عادت کو یکسر ختم کر دیا۔ آپ عبادت کا شغف رکھنے والے، مخلوق خدا کے ہمدرد، سخی، نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت احمدیہ سے بہت اخلاص کا تعلق اور مثالی محبت تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے نواسے مکرم طارق حیات صاحب مربی سلسلہ کو بطور استاد جامعہ احمدیہ ربوہ میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

(2) مکرمہ Yamina صاحبہ (آف الجزائر)

2 نومبر 2014ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔انّا للہ وا نّا الیہ راجعون۔آپ کو 1991ء میں بیعت کی سعادت ملی۔ اس طرح آپ کو الجزائر کی پہلی احمدی خاتون ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ پیشہ کے لحاظ سے آپ نرس تھیں۔ آخر وقت تک لوگوں کے علاج معالجہ کرنے کی خدمت بجالاتی رہیں۔ آپ نمازوں کی پابند، پرہیزگار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ بیعت کے بعد جب واپس الجزائر گئیں تو وہاں مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر آپ نے بڑے ثبات قدم کے ساتھ نہ صرف لوگوں کا مقابلہ کیا بلکہ جماعتی سرگرمیوں کے لئے اپنا گھر بھی پیش کر دیا۔ آپ مکرم سمیر بخوطہ صاحب آف الجزائر مقیم فرانس کی والدہ تھیں جو ایک بہت مخلص داعی الی اللہ ہیں۔

(3) مکرمہ امۃ الرشید راشدہ صاحبہ (اہلیہ مکرم الحاج محمد افضل صاحب مرحوم۔شیفیلڈ یو کے)

19 اگست 2014ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت حاجی شاہنواز صاحبؓ کی پوتی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نیک، دعا گو اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی خاتون تھیں۔ خدمت خلق میں پیش پیش تھیں۔ غریب لوگوں کی بلاامتیاز مدد کرتی تھیں۔

....

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 04 دسمبر 2014ء بروز جمعرات نماز ظہر وعصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن سے ملحقہ محمود ہال میں تشریف لا کر **مکرم منور احمد صاحب (ابن مکرم غلام قادر صاحب مرحوم آف سمندری۔حال کولیئرز وُڈ۔لندن)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

یکم دسمبر 2014ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔انّا للہ وا نّا الیہ راجعون۔آپ مکرم محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان کے پڑپوتے تھے۔ اڑھائی سال قبل ربوہ سے یو کے آئے تھے۔ آپ کو جگر کا کینسر تھا جس کی وجہ سے یہاں آنے کے بعد آپ کا سارا عرصہ ہسپتال میں ہی گزرا۔ بہت سادہ مزاج، غرباء کی مدد کرنے والے، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم چوہدری غلام رسول صاحب چیمہ (ابن مکرم سردار خان صاحب چیمہ آف لاہور)

8 نومبر 2014 کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ انّا للہ وا نّا الیہ راجعون۔آپ کو لمبا عرصہ چک نمبر 141 مراد ضلع بہاولنگر میں صدر جماعت اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ بہت مہمان نواز، جماعت کی ہر تحریک میں حصہ لینے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ غیر از جماعت میں بھی بہت اثر و رسوخ رکھتے تھے۔ خلافت سے بہت پیار کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم وسیم احمد چیمہ صاحب سابق مبلغ سلسلہ کینیا وتنزانیہ کے تایا تھے۔

(2) مکرم رضوان حمید صاحب (ابن مکرم چوہدری حمید احمد صاحب بھلر آف قصور) جرمنی

گزشتہ دنوں 29 سال کی عمر میں وفات پا گئے انّا للہ وا نّا الیہ راجعون۔آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی میں قائد مجلس کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ واقفین نو بچوں کی کلاسز بھی لیتے تھے اور تبلیغی سٹال پر ڈیوٹی دیتے رہے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت مکرم چوہدری فتح محمد سیال صاحب مرحوم کی بدولت آئی۔

....

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 12 دسمبر 2014ء بروز جمعۃ المبارک نماز مغرب سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ حفیظہ احمد صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب مرحوم آف گھٹیالیاں۔حال یو کے)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

8 دسمبر کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ صوم وصلوۃ کی پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، خلافت سے وفا کا گہرا تعلق رکھنے والی، مہمان نواز، جماعت کی خدمت کرنے والی، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک پوتے عزیزم فرہاد احمد نے امسال جامعہ احمدیہ یو کے سے شاہد کا امتحان پاس کیا ہے اور دو پوتے ابھی جامعہ میں زیر تعلیم ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب (ابن مکرم شریف احمد صاحب۔ پراچہ کالونی شاہدرہ ٹاؤن لاہور)

یکم دسمبر 2014ء کو محمد پورہ گاؤں سے لاہور آتے ہوئے مریدکے کے نزدیک ایک ٹریفک حادثے میں وفات پا گئے۔انّا للہ وا نّا الیہ راجعون۔آپ نے پراچہ کالونی شاہدرہ ٹاؤن لاہور میں سیکرٹری وصیت اور نائب زعیم اعلیٰ انصار اللہ کے علاوہ مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ آپ نے کئی بیعتیں بھی کروائیں۔ عہدیدران اور مربیان کا بہت احترام کرتے تھے۔ نمازوں کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، بڑے نیک اور مخلص انسان تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ بڑی باقاعدگی سے کرتے۔ آپ کو وقف عارضی کا بھی بہت شوق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں بوڑھی والدہ اور اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عدنان احمد نذیر صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

(2) مکرم چوہدری احمد علی صاحب (ابن مکرم برکت علی صاحب۔ صدر جماعت چک نمبر 108-RB چوہدری والا تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد)

11 اگست 2014ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انّا للہ وا نّا الیہ راجعون۔آپ کو 30 سال جماعت چک نمبر 108-RB چوہدری والا کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ نمازوں کے پابند، دعا گو، گاؤں میں اچھی شہرت رکھنے والے، بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ ایک نڈر داعی الی اللہ تھے۔ ہر مالی تحریک میں بڑے شوق سے حصہ لیتے تھے۔

(3) مکرم کرنل محمود احمد صاحب (آف ربوہ)

5 دسمبر 2014 کو 97 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انّا للہ وا نّا الیہ راجعون۔آپ دعا گو، تہجد گزار اور نماز روزہ کے پابند تھے۔ فرقان فورس کے قیام پر آپ کو بھی خدمت کی توفیق ملی۔ ضرورت مندوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ بیروزگار نوجوانوں کو نوکریوں پر لگواتے تھے۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگان جماعت سے خاص محبت و اخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ یو کے کے تایا تھے۔

(4) عزیزہ گل رخ اعجاز (بنت مکرم اعجاز احمد صاحب۔ فیصل آباد)

20 نومبر 2014 کو گھر میں چوری کی واردات کے دوران چور کے خنجر کے وار سے 20 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔انّا للہ وا نّا الیہ راجعون۔ چور نے مکرم اعجاز احمد صاحب کے گھر میں چوری کی واردات کرتے ہوئے ان کے بچوں پر خنجر کے پے در پے وار کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا۔ گل رخ صاحبہ تو موقعہ پر ہی وفات پا گئیں۔ جبکہ ان کے دونوں بھائی اس وقت زیر علاج ہیں اور اب ان کی حالت اللہ کے فضل سے خطرے سے باہر ہے۔ مرحومہ B.Sc. کرنے کے بعد یونیورسٹی میں داخلہ کا انتظار کر رہی تھیں۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، چندہ میں باقاعدہ، قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی نیک، مخلص اور خوش مزاج بچی تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ پیار کا تعلق تھا۔ مرحومہ کو تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

خصوصی دعاؤں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 09 جنوری 2015ء میں احباب جماعت کو خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں اور دنیا بھر میں رہنے والے مسلمانوں اور حال ہی میں فرانس میں ہونے والی دہشتگردی کے ظالمانہ واقعہ کے بعد کے متوقع خطرات کے پیش نظر یورپ میں آباد مسلمانوں کے لئے دعا کی خصوصی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

’’**پاکستان کے احمدیوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔** ربوہ میں بھی چند روز سے مخالفین اور معاندین کی طرف سے حالات خراب کرنے کی کافی کوشش کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہر احمدی کو بچائے اور ان کے شر انہی پر الٹائے اور ربوہ میں امن وامان کی صورتحال قائم رہے۔ انتظامیہ اور حکومت کو بھی اللہ تعالیٰ عقل دے کہ وہ صحیح طرح اس معاملے کو سنبھال سکیں۔

اسی طرح مسلمان دنیا اور یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے بھی دعا کریں۔ فرانس میں جو ایک ظالمانہ واقعہ ہوا ہے اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قانون ہاتھ میں لے کر کسی کو اس طرح مارنا، قتل کرنا جس کا اسلام کی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہم ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم سے اس کا واسطہ نہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ تعلیم سے واسطہ نہیں۔ لیکن پھر بھی نام نہاد مسلمان اور یہ مسلمان تنظیمیں اپنی حرکتوں سے اور ان ظلموں سے باز نہیں آتے۔ اس کے نتیجہ میں یہاں مسلمانوں کو بھی جو یورپین ملکوں میں رہتے ہیں یا مغرب میں رہتے ہیں ان ملکوں کے مقامی لوگوں کے غلط ردّعمل کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں کہ اس ردّعمل میں یہ اخبار جس کے خلاف کارروائی ہوئی ہے، جس کے ایڈیٹر کو اور لوگوں کو ظلم کر کے مارا ہے یہ اخبار بھی اور یہاں کے لوگ بھی اور یہاں کا پریس بھی غلط ردّعمل دکھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر غلط حملے کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہاں کی حکومتوں کو بھی توفیق دے کہ اس غلط ردّعمل کو روکنے کی کوشش کریں۔ جو مجرم ہیں انہیں پکڑیں اور قانون کے مطابق سزا دیں۔ لیکن اگر غلط ردّعمل ہوئے تو مسلمان جن کو سمجھانے والا کوئی نہیں وہ بھی پھر ردّعمل دکھلائیں گے اور یوں فتنہ وفساد کا سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا۔ اس کے زیادہ ہونے کا خطرہ ہے۔

آج جماعت احمدیہ کے افراد کا ہی یہ کام ہے کہ دونوں طرفوں کو ظلموں سے بچانے کے لئے دعا کریں۔ اسی طرح درود شریف ان دنوں میں کثرت سے پڑھنے کی طرف توجہ دیں اور جو اپنے دائرے میں امن کی فضا پیدا کرنے کے لئے عملی کوشش کر سکتے ہیں ان کو کوشش بھی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو فساد کی صورت سے نجات دے اور فساد کی یہ جو صورت ہے وہ جلد امن میں بدل جائے۔‘‘

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر151)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ ستمبر تا نومبر 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔

کیا پولیس کا کام کلمہ مٹانا ہے؟

سنت نگر، لاہور، اکتوبر/نومبر 2014ء: اس علاقہ میں رہنے والے احمدی چوہدری نور احمد ناصر کے ملکیتی گھر کو نماز سینٹر کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

یہ 26/اکتوبر 2014ء کی بات ہے کہ قریب ہی واقع مسجد سے چند ملّاں ان کے گھر گئے۔ دروازہ کھٹکھٹانے پر اور ان کی اہلیہ کے پوچھنے پر ان ملاّؤں نے بتایا کہ وہ لوگ قریب ہی واقع ایک مسجد سے آئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ ان کے شوہر سے ملنا چاہتے ہیں۔

اگلے روز قریباً اسی وقت وہ ملّاں دوبارہ آئے۔ اس روز نور احمد ناصر گھر پر موجود تھے۔ دروازہ چونکہ نماز کے وقت کے قریب کھٹکھٹایا گیا تھا اس لیے انہوں نے سمجھا کہ نمازی آئے ہیں۔ دروازہ کھولنے پر انہیں معلوم ہوا کہ سامنے چھ عدد داڑھی بردار ملّاں کھڑے ہیں۔ انہوں نے فوری طور پر دروازہ بند کر دینے میں ہی خیریت جانی۔ ملّاں نے باہر سے ہی پوچھا 'کیا تم مرزائی ہو؟' جواباً انہوں نے کہا کہ 'نہیں، میں احمدی ہوں؟'۔ ملّاں نے کہا کہ 'تمہارے گھر کے باہر کلمہ لکھا ہوا ہے۔ تمہیں پتہ نہیں ہے کہ یہ غیر قانونی ہے۔' اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ کلمہ میرے اس مکان کے خریدنے سے پہلے کا لکھا ہوا ہے اور یہ مکان مَیں نے 1973ء سے بھی پہلے خریدا تھا۔ اس پر ملّاں نے دھمکی آمیز لہجے میں انہیں کہا کہ 'تمہارے پاس یہ کلمہ مٹانے کے لئے دو روز ہیں بصورتِ دیگر تمہارے خلاف تھانے میں رپورٹ درج کروا دیں گے۔'

3/نومبر کے دن ملّاں لگ بھگ ایک سو آدمیوں کا جتھا لے کر ان کے گھر پہنچ گئے۔ پولیس بھی اس وقت ان کے ساتھ موجود تھی۔ ان لوگوں نے اس گھر پر لکھے ہوئے کلمہ کے اوپر سفید رنگ کا ایک کاغذ لگا دیا اور وہاں سے چلے گئے۔ اگلے روز پولیس موقعہ پر پہنچی اور کلمہ کے اوپر سفیدی کر دی۔ 6/نومبر 2014ء کے دن پولیس والوں نے آ کر نور احمد ناصر کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ان کے بیٹے نے چھت پر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ پولیس کے ساتھ ملّاں بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ اپنے ابّا کو بھیجو، علاقے کا ڈی ایس پی ان سے ملنا چاہتا ہے۔ اس پر بیٹے نے جواب دیا کہ وہ ڈی ایس پی سے اس کے دفتر میں جا کر مل لیں گے۔ اس کے بعد پولیس والوں نے ہتھوڑے کے ساتھ اس کلمہ کو شہید کرنا شروع کر دیا اور کلمہ کے ٹکڑے زمین پر گرنے لگے۔ نور احمد ناصر کی اہلیہ نے پولیس کو ایک کپڑا دینے کی کوشش کی کہ اس کپڑے میں کلمہ کے ٹکڑے رکھ دیں لیکن پولیس والوں نے ان سے کپڑا لینے سے بھی انکار کر دیا اور ایک غیر احمدی گھر سے کپڑا لے کر شہید شدہ کلمہ کے ٹکڑے اس میں ڈالے اور اپنے ساتھ لے گئے۔

احمدیہ مسجد میں زبردستی داخلہ کی کوشش

لاہور، 7/نومبر 2014ء: ماڈل ٹاؤن کی مسجد میں جمعہ 7/نومبر کے روز موٹر سائیکل پر سوار ایک ملّاں آیا۔ اس نے سیاہ رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے اور سر کو کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا۔ ڈیوٹی پر موجود خدام سے یہ پوچھ کر کہ کیا یہاں جمعہ کی نماز ہونی ہے اس ملّاں نے مسجد کے دروازے سے اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ جب اسے مشکوک ہونے کی وجہ سے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دی گئی تو وہ ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا اور کسی سے فون پر باتیں کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے چلتا بنا۔ چونکہ اس شخص کی حرکات مشکوک تھیں اس لیے اس کا پیچھا کیا گیا۔ شہر کے مختلف علاقوں سے گزرتے ہوئے یہ ملّاں بالآخر پال نگر میں موجود سنّی تحریک کے دفتر میں داخل ہو گیا۔

Hate Speech

لاہور: اس سے قبل ہماری اس رپورٹ میں ربوہ میں نومبر 2014ء کے دوران منعقد ہونے والی ختمِ نبوّت کانفرنس کی رپورٹس میں سے کچھ حصے درج کیے گئے تھے۔ اس کانفرنس کے ایک ہفتہ بعد مجلس ختمِ نبوّت کے پبلسٹی سیکشن سے تعلق رکھنے والے ملّاں عبدالنعیم کی طرف سے ایک تفصیلی مضمون اخبار میں شائع کروایا گیا۔ اس کا عنوان 'تیئیسویں سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال' تھا۔ اس مضمون میں کانفرنس کے حال و احوال کے ساتھ ساتھ کانفرنس کے مقررین کی جانب سے جماعتِ احمدیہ کے خلاف دیے جانے والے بیانات بھی درج کیے گئے ہیں۔ روزنامہ انصاف کے شمارہ 2/نومبر میں شائع ہونے والے اس کالم سے ہم کچھ بیانات ذیل میں درج کرتے ہیں:

☆ قادیانی جماعت اور اس کی ذیلی تنظیمیں مسلمانوں کی قاتل ہیں اور انہوں نے مغرب کے مفاد کے لئے لاکھوں مسلمانوں کا قتل کیا ہے۔

☆ چھ سو سے زائد قادیانی اسرائیلی فوج میں شامل ہیں۔ یہ لوگ بیت المقدس کا تقدس پامال کرتے اور فلسطینیوں کے ساتھ آدم خوروں جیسا سلوک کرتے ہیں۔

☆ مغرب کے ایجنڈا کو ملک میں نافذ کرنے اور قادیانیت کو پھیلنے سے روکنے میں علمائے کرام کا بہت بڑا کردار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں اسلامی تحریکات پر بَین لگانے کی بات کی جاتی ہے۔

☆ ملّاں عبدالخبیر آزاد خطیب بادشاہی مسجد (سرکاری خطیب) نے کہا 'ہمیں مغربی طاقتوں سے لڑنے کے لئے اپنی صفوں کو منظّم اور متحد بنانا ہوگا۔'

☆ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا 'کہنے کو تو پاکستان میں رہنے والوں کی اکثریت مسلمان ہیں۔ لیکن ملک کا سارا نظام قادیانیوں اور کچھ اور اقلیتوں کے ہاتھوں میں یرغمال بنا ہوا ہے'۔

☆ ملّاں راشد مدنی آف ٹنڈو آدم نے کہا 'قادیانی اپنے نوجوانوں کو اپنے تعلیمی اداروں میں یہ سکھاتے ہیں کہ جو بھی قادیانی نہیں ہے انہیں قتل کر دو۔ یہ لوگ مسلمانوں کے قتل پر اپنے نوجوانوں کو اکساتے ہیں'۔

☆ ایک مُلّاں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کے ساتھ نفرت اور حقارت کا سلوک کرنا ایمان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

☆ ایک مقرر نے کہا کہ قادیانی بغاوت پر آمادہ ہیں۔ اپنے آپ کو ملک کے قانون کے تحت اقلیت تسلیم کرنے کی بجائے ملک میں انتشار پھیلا رہے ہیں۔

☆ مرزائی خفیہ طریقوں سے ملک کے ایٹمی ادارے میں نوکریاں حاصل کر کے ملک کے خلاف مذموم کارروائیوں میں مصروف ہیں۔

☆ پاکستان کی وزارتِ خارجہ کو سفارتی راستوں سے سعودی عرب میں موجود پاکستانی احمدیوں کا کھوج لگانا چاہیے جو وہاں حرمین شریفین کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔

اس کے علاوہ اور بہت کچھ اس رپورٹ میں لکھا گیا ہے جسے یہاں درج کرنا ہماری روایات کے مطابق نہیں۔ یہ تمام بیانات تعزیراتِ پاکستان دفعہ 153-A کی کھلی کھلی خلاف ورزی ہیں۔ اس دفعہ کے مطابق دو گروپس کے درمیان نفرت اور دشمنی پیدا کرنا ایک جرم ہے۔

مُلّاں سینہ ٹھونک کر حکومتِ پاکستان کی رِٹ کو چیلنج کرتا ہے اور حکومت اس کے خلاف کوئی بھی اقدام کرتی نظر نہیں آتی۔ اس سے بھی زیادہ فکر انگیز بات یہ ہے کہ حکومتی انتظامیہ نے ہر سال کی طرح امسال بھی اس کانفرنس کے انعقاد کی اجازت دی تھی۔ ایسے ہی ملّاں کے زیرِ سایہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اسلام کے نام پر ایسے ایجنڈے لاگو کیے جا رہے ہیں جو دراصل اسلام کو بدنام کرنے کا باعث اور اسلام کے اصول کے سراسر منافی ہے۔ تحریکِ ختمِ نبوّت جس قسم کی پالیسیاں اپنائے ہوئے ہے اس سے ملتی جلتی پالیسیوں کی بدولت طالبان اور IS جیسی تنظیموں نے جنم لیا ہے۔

جماعتِ اسلامی کا واضح بیان

چنیوٹ: جماعتِ اسلامی پاکستان کی بڑی مذہبی اور سیاسی جماعتوں میں سے ایک ہے۔ اس کی تاریخ پڑھنے سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جماعت ہمیشہ ہی سے کئی معاملات میں 'ہوشیار' رہی ہے۔ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کسی بھی درجہ تک جا سکتی ہے۔ یہ جماعت اپنے رنگ بھی بدلتی رہتی ہے۔ کبھی مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف جہاد پر اکساتی اور اس میں ایکٹو طور پر حصہ بھی لیتی نظر آتی ہے اور کبھی دائیں بازو کی قوتوں اور اکیڈیمیا کے ساتھ کھڑے دہشتگردی کے خلاف بیانات دیتی نظر آئی ہے۔ لیکن یہ بات بہر حال تحقیق طلب ہے کہ کیا اس جماعت کے بانی مبانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اسلام کی اس شدّت پسندانہ صورت کے حق میں تھے یا خلاف؟ اسلام کی جو صورت مودودی کی طرف سے پیش کی گئی ہے اسی کی روشنی میں طالبان، القاعدہ اور حتیٰ کہ IS بھی اپنے اپنے چارٹر بنا کر دنیا میں مصروفِ عمل نظر آتے ہیں۔ یہ جماعت اس وقت صوبہ خیبر پختونخواہ کی حکومت میں ایک اتحادی جماعت ہے۔

جماعتِ احمدیہ کے خلاف ہمیشہ سے یہ جماعت بہت محتاط بیانات دیتی رہی ہے۔ ربوہ میں منعقد ہونے والی اینٹی احمدیہ کانفرنسز میں جماعتِ اسلامی کے امیر کی حیثیت سے بہت کم ملّاں شامل ہوتے رہے ہیں، ہاں البتہ ہر کانفرنس میں اس کے قائدین میں سے کوئی نہ کوئی بڑا نام ضرور اس کانفرنس میں شامل ہوتا ہے تاکہ دوسرے مُلاّؤں کے ساتھ مل کر جماعت کی مخالفت پر مہرِ تصدیق ثبت کر سکیں۔

جماعتِ اسلامی چنیوٹ کے ضلعی امیر محمد اسلام نے واضح طور پر احمدیوں کے بارے میں بیان دیا۔ باوجودیکہ کہ جماعتِ اسلامی حکومت میں شامل ہے اور وہ بظاہر شدّت پسندی اور دہشت گردی کے خلاف بیانات بھی دیتی نظر آتی ہے لیکن ان کے نزدیک احمدی کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ اس ملّاں کے نزدیک احمدی گزشتہ چالیس سال سے ملک کے آئین و قانون سے بغاوت کرتے چلے آ رہے ہیں۔

'......حکومت کو اپنی رِٹ قائم کرتے ہوئے ان کے اوپر 1973ء میں بنائے گئے قوانین لاگو کروانے چاہئیں۔ بصورتِ دیگر عوام کو پورا اختیار حاصل ہے کہ وہ حکومت کے خلاف تحریک چلائیں۔ ......احمدیوں اور لاہوریوں سے کیوں ٹیکس نہیں لیا جاتا؟ ایسا کیوں ہے کہ ان کے اوقاف کو محکمہ اوقاف برائے غیر مسلم کے زیرِ انتظام نہیں لایا جاتا؟ ان کی غیر قانونی الاٹمنٹوں کو کیوں کینسل نہیں کیا جاتا؟ انہیں کلیدی عہدہ جات سے کیوں نہیں ہٹایا جاتا؟ انہیں کفر کی تبلیغ کرنے پر سزا کیوں نہیں دی جاتی؟'

یہ اس پارٹی کے ایک اعلیٰ عہدیدار کے بیانات ہیں جو ملک کے ایک صوبہ میں امن، ترقی، خوشحالی اور اسلامی نظام کے قیام کی خواہاں ہے۔

نفرت انگیز مخالفت

حاجی پورہ، سیالکوٹ، ستمبر تا نومبر 2014ء: اس شہر میں دو احمدی بھائیوں کاشف مجید اور اظہر مجید کو شدید مخالفت اور ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ کچھ مہینوں پہلے ایک ملّاں زبیر اور اس کے چیلے چانٹوں نے ان پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی اور ان کے گھر پر پتھراؤ کیا۔ کاشف مجید کچھ عرصہ قبل جماعتِ احمدیہ کی مخالفت سے تنگ آ کر سری لنکا ہجرت کر گئے تھے لیکن پھر انہیں بعض مجبوریوں کی بنا پر واپس لوٹنا پڑا۔ اس حملے کا اثر ان کی بوڑھی والدہ پر بہت زیادہ ہوا اور اس صدمے کو برداشت نہ کرتے ہوئے وہ 28/ستمبر 2014ء کو وفات پا گئیں۔ کاشف مجید ان حالات کی وجہ سے کسی اور ملک میں ہجرت کر گئے ہیں جبکہ ملّاں اور ان کے چیلے اظہر مجید کو بدستور فون پر دھمکیاں دیتے چلے آ رہے ہیں کہ وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔

کراچی میں مخالفت

صابر کالونی، کراچی؛ نومبر 2014ء: یہاں کے ایک احمدی عثمان احمد ابن آفتاب احمد کچھ کاغذات نذرِ آتش کر رہے تھے کہ ان کی ہمشیرہ نے اس میں کوئی مذہبی سرٹیفکیٹ بھی جلانے کے لئے ڈال دیا۔ عثمان احمد نے اس کاغذ کو فوری طور پر وہاں سے نکالا۔ واپسی پر گھر جاتے ہوئے ایک غیر احمدی نے ان کے ہاتھ سے وہ سرٹیفکیٹ چھین کر غیر احمدیوں کی مسجد کا رخ کیا۔ اور کہنے لگا 'قادیانی عربی کو آگ لگا رہے تھے۔' عثمان احمد اپنی والدہ کو ہمراہ لے کر اس مسجد کی طرف گئے تو وہاں پر لوگ اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ان کے گھر کا پتہ لکھوا اور پولیس کو خبر کرو۔

پاکستان میں عوام کا مذہب کے نام پر جذباتی ہونا ایک معمول بن چکا ہے۔ چنانچہ کسی بھی قسم کے حملہ کے پیشِ نظر یہ لوگ اپنا گھر چھوڑ کر کہیں اور منتقل ہو چکے ہیں۔ جب یہ فیملی اپنے گھر کا سامان منتقل کر رہی تھی تو بعض لوگوں نے گزرتے ہوئے کہا 'دیکھو قادیانی قرآن جلا کر یہاں سے بھاگ رہے ہیں'۔ ان کے یہاں سے چلے جانے کے بعد ان لوگوں نے وال چاکنگ کی اور معاشرے میں نفرت کو فروغ دیا۔ اللہ تعالیٰ ملکِ عزیز پر رحم فرمائے اور لوگوں کو حق اور سچ پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت چودھری مظہرالحق خان صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 21 اکتوبر 2010ء میں مکرم رانا عبدالرزاق خانصاحب نے ایک مختصر مضمون میں حضرت چودھری مظہرالحق خاں صاحبؓ کا ذکرخیر کیا ہے۔

حضرت چودھری مظہرالحق خاں صاحبؓ 1890ء میں مکرم حسن خاں صاحب کے ہاں کاٹھگڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ نے اپنی ساری برادری کے ساتھ 1903ء میں بیعت کی سعادت پائی۔ آپ کھیتی باڑی کرتے تھے کہ حضرت مولوی عبدالسلام صاحب کے ساتھ قادیان گئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے آپ کو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ میرے چچازاد یتیم بھائی ہیں اور حضورؑ کو ملنے کے شوق میں میرے ساتھ آئے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے خوشی کا اظہار فرمایا اور مظہرالحق خاں صاحب کو اپنی ایک مستعمل قمیص عنایت فرمائی۔ پھر 1904ء میں حضرت چودھری مظہرالحق خاں صاحبؓ قادیان آبسے اور تعلیم الاسلام سکول کے بورڈنگ میں ملازم ہوگئے۔ قیام پاکستان کے بعد خوشاب میں اپنے بیٹوں کے پاس قیام کیا۔

آپؓ بہت صلح جُو اور پُرامن انسان تھے۔ نہایت شریف طبع، نیک، سادہ اور بے ضرر تھے۔ خلافت سے وابستگی کی اپنی اولاد کو تلقین کرتے رہے۔ 1961ء میں وفات پائی۔ آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔

محترم منیر احمد شیخ صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 26 نومبر 2010ء میں محترم منیر احمد شیخ صاحب شہید (سابق امیر ضلع لاہور) کا ذکرخیر مکرم سیف اللہ وڑائچ صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ قبل ازیں 28 مارچ 2014ء کے ’’الفضل انٹرنیشنل‘‘ کے اسی کالم میں شہید مرحوم کا ذکر کیا جاچکا ہے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ میرا تعلق محترم منیر احمد شیخ صاحب سے 43 سال پرانا تھا۔ آپ بہت دعاگو، تہجد کے پابند، ہرسال اعتکاف بیٹھنے والے اور نیک مشورے دینے والے بزرگ تھے۔ آپ کے سسر محترم راجہ علی محمد صاحب نے میرے والد محترم چودھری عنایت اللہ صاحب کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا اور اس پہلو سے بھی میرا محترم منیر صاحب سے بہت قریبی اور محبت کا تعلق تھا۔ آپ بہت اعلیٰ طبیعت کے مالک تھے۔ وعدہ کی پاسداری، تحمّل مزاجی اور دوسروں کا خیال رکھنا آپ کی فطرت میں داخل تھا۔ آپ کی ساس صاحبہ لاہور میں مقیم تھیں جبکہ آپ بسلسلہ ملازمت ڈیرہ غازیخان میں قیام پذیر تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے ایک بیٹے کو اُن کی خدمت کے لئے لاہور میں رکھا ہوا تھا۔

آپ جہاں بھی تعینات ہوئے ہرجگہ آپ کے احمدی ہونے کا علم ہوجاتا اور یہ بھی مشہور تھا کہ آپ غلط سفارش نہیں مانتے اور رشوت کو حرام سمجھتے ہیں۔ چنانچہ جب آپ ریٹائرڈ ہوئے تو صرف پنشن پر ہی گزربسر رہی۔ بعد میں جب آپ کی ساس صاحبہ کی جائداد میں سے آپ کی اہلیہ کو حصہ ملا تو پھر گارڈن ٹاؤن میں کوٹھی خریدی۔ آپ کی دیانتداری اور منصف مزاجی ہی تھی کہ ملازمت سے پنشن ہونے کے بعد آپ کو نیَب کا جج بنادیا گیا۔ پھراس ملازمت میں توسیع دی گئی۔ جب توسیع ختم ہوئی تو آپ کو نیَب میں ہی بطور Consultant خدمات سرانجام دینے کا موقع مل گیا۔ آپ کی دیانت اور قابلیت کی مخالف بھی تعریف کرتے تھے۔

آپ کی شہادت سے قریباً ایک ماہ قبل مَیں اپنے ایک دوست (جو صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں) کا ایک کیس دینے محترم شیخ صاحب کے پاس گیا۔ ایک لاکھ بیس ہزار روپے کی رقم اور کیس کی فائل پیش کرتے ہوئے میرے دوست نے کہا کہ عدالت سے تاریخ ملنے پر باقی فیس بھی دیدیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں صرف ایک دفعہ ہی فیس لیتا ہوں اور کیس کا فیصلہ ہونے تک کے سارے اخراجات اس میں شامل ہوتے ہیں۔ بہرحال آپ نے ساری فائل کا مطالعہ کیا اور کیس کی تیاری کی لیکن اتفاق تھا کہ کیس لاہور کی بجائے راولپنڈی ہائی کورٹ میں لگ گیا۔ میرے دوست نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ راولپنڈی چلے جایا کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو میرے پاس وقت نہیں دوسرا آپ کو لاہور کا وکیل مہنگا پڑے گا کیونکہ آئے دن تاریخوں پر جانا، جہاز اور ہوٹل کا کرایہ وغیرہ اخراجات ہوں گے۔ اس لئے کسی مقامی وکیل کو کرلیں۔ آپ کا دیانتدارانہ مشورہ سن کر میرے دوست بہت متأثر ہوئے اور بار بار اس کا اظہار کیا۔ مَیں نے کہا کہ فیس میں سے کتنی رکھیں گے اور کتنی واپس کریں گے۔ آپ نے یہ فیصلہ بھی مجھ پر چھوڑ دیا حالانکہ آپ کیس کی تیاری بھی کرچکے تھے اور فائل زیرمطالعہ تھی۔

شاید آپ کو اپنی شہادت کا علم ہوچکا تھا کیونکہ صرف ایک روز قبل آپ نے وہ فائل اور ایک لاکھ بیس ہزار روپے اپنی اہلیہ کو دے کر فرمایا کہ وہ مجھ کو واپس کردیں۔ آپ کی اہلیہ بھی حیران ہوئیں کیونکہ اس سے قبل آپ نے کبھی اُن کے ذریعہ کوئی فائل یا رقم کسی کو نہیں دلوائی تھی۔ چنانچہ جب آپ کی شہادت کے بعد میرے دوست بھی تعزیت کے لئے شہید مرحوم کے گھر پہنچے تو فائل اور رقم دیکھ کر حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ شیخ صاحب کی شہادت کے بعد مَیں نے سوچا تھا کہ رقم کون دے گا اور اب تو صرف فائل کی واپسی کا سوچ رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ازخود بیس ہزار کی رقم چھوڑ دی۔

گھریلو زندگی میں وہ نیک خصلت انسان تھے۔ بیوی کے ساتھ آپ کا حسن سلوک قابل رشک تھا۔ شفیق باپ تھے۔ اپنے یا سسرال کے اکثر رشتہ دار کہیں سے بھی آتے تو قیام آپ کے ہاں ہی ہوتا۔ چنانچہ گھر میں رشتہ داروں کا جمگھٹا سا لگا رہتا۔ آپ پدرانہ شفقت سے ہر ایک کے مسائل حل کرتے اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتے۔ ہر ملنے والے کو دروازہ پر چھوڑنے آتے۔

جب آپ خیرپور میں تعینات تھے تو دو احمدیوں کا کیس آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اُن کو ریٹائرنگ روم میں بلایا اور کہا کہ ’سب لوگ جانتے ہیں کہ تم بھی اور مَیں بھی احمدی ہیں۔ یہ بڑی بے عزّتی کی بات ہے کہ تم دونوں احمدی ہوکر جھگڑ رہے ہو۔ اگلی تاریخ تک آپس میں صلح کرلو ورنہ دونوں کو سزا دوں گا‘۔ یہ تھی تو دھمکی ہی لیکن کام کرگئی اور انہوں نے راضی نامہ کرلیا۔

آپ کو جماعت سے والہانہ محبت تھی۔ جب آپ سیالکوٹ میں تعینات تھے تو آپ نے اُس مکان کا دروازہ خریدلیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ اپنی ملازمت کے دوران قیام فرمارہ چکے تھے۔ یہ دروازہ آپ کے ڈرائنگ روم کے سامنے ایک شیشے میں محفوظ ہے۔

جب آپ امیر مقرر ہوئے تو عدالتی کاموں سے فراغت ہوتے ہی سیدھے مسجد تشریف لے آتے۔ آپ نے یہ بھی کہہ دیا ہوا تھا کہ کوئی بھی احمدی جب بھی ملنا یا فون کرنا چاہے تو اجازت کی ضرورت نہیں۔ جب دہشتگردوں نے حملہ کیا تو لوگوں کے مشورہ کے باوجود آپ نے محفوظ مقام پر جانے کی بجائے ایک بہادر سپہ سالار کی طرح اپنے سینہ پر گولی کھانے کو ترجیح دی۔

محترم چودھری عبدالستار خان کاٹھگڑھی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 2 دسمبر 2010ء میں مکرم چودھری عبدالرزاق خان صاحب کاٹھگڑھی کا ایک مختصر مضمون شائع ہوا ہے جس میں محترم چودھری عبدالستار خاں صاحب کا ذکرخیر کیا گیا ہے۔

محترم چودھری عبدالستار خاں صاحب بہت دانشمند حوصلہ مند، حلیم، مہمان نواز، زُودفہم، جرأتمند، اور نیک انسان تھے۔ 1917ء میں کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور (انڈیا) میں چوہدری نور محمد رائیکہ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ اکلوتے بیٹے تھے اور آپ کی چار بہنیں تھیں۔ ابتدائی تعلیم احمدیہ مڈل سکول کاٹھگڑھ سے حاصل کی۔ 13 سال کے تھے تو والد صاحب کا انتقال ہوگیا اور پھر آپ خاطرخواہ تعلیم حاصل نہ کرسکے اور برٹش انڈین آرمی میں بھرتی ہوگئے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ ککّی نَو ضلع جھنگ میں اپنی برادری کے ساتھ آباد ہوگئے۔

آپ بہت ہی معقول اور دانشمند انسان تھے۔ محکمہ مال کے امور کے متعلق بہت گہرا علم رکھتے تھے۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد احمدی احباب کی زمینوں کے کلیم الاٹ کروانے میں اُن کی مدد کرتے رہے۔ برادری کے سربراہ ہونے کے ناطے جھگڑوں کے فیصلے اور دیگر امور میں مشوروں کے لئے آپ سے رجوع کیا جاتا۔ ککّی نَو میں آپ کی کوششوں سے جماعت کا قیام عمل میں آیا اور احمدیہ مسجد بھی تعمیر ہوئی۔ عرصہ دراز تک صدر جماعت بھی رہے۔ مہمانوں کا بہت احترام کرتے تھے اور ہر فرد کی ضروریات کا خیال رکھتے اور اُن کے کام آتے تھے۔

آپ بہت ہی نڈر اور دلیر تھے۔ 1928ء میں ایک بڑے زمیندار نے ایک حافظ قرآن کو قتل کردیا تو علاقہ بھر میں اس قاتل کے خلاف کوئی بھی سچی گواہی دینے کے لئے تیار نہ تھا۔ مگر آپ نے اس گواہی کے لئے خود کو پیش کردیا۔ آپ کو بہت سی دھمکیاں بھی ملیں مگر آپ ثابت قدم رہے۔ گواہی دی اور قاتل کو چودہ سال قید کی سزا ہوئی۔

جماعتی وقار کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ علاقہ کے افسران سے آپ کا گہرا تعلق تھا۔ مشکل سے مشکل کام بھی بغیر رشوت کے اور مناسب انداز بیان سے کروالیتے تھے۔

آپ کی والدہ شریفن بی بی صاحبہ بہت ہی نیک اور پابند صوم وصلوٰۃ خاتون تھیں مگر ابھی احمدی نہ ہوئی تھیں۔ ہمارے والد محترم عبداللطیف خاں صاحب (جو کہ ان کے داماد تھے) نے اپنی ساس کو احمدیت کی سچائی کے بارے میں استخارہ کرنے کا بتایا جو کہ آپ روزانہ سونے سے قبل کرتی رہیں۔ چند دنوں کے بعد انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ میں ایک راستے پر جارہی ہوں اور کسی منزل کا راستہ ایک بزرگ سے پوچھتی ہوں۔ اس نورانی چہرے والے بزرگ نے مجھے کہا کہ مائی تم غلط راستے پر ہو۔ یہ سیدھا راستہ جو میں آپ کو بتارہا ہوں یہی آپ کو منزل مقصود تک پہنچادے گا، اس طرف جاؤ۔ میرے والد صاحب نے جب انہیں حضرت مسیح موعودؑ کا فوٹو مبارک دکھایا تو فوراً کہہ اٹھیں کہ یہی وہ بزرگ تھے جو میں نے خواب میں دیکھے۔ اور پھر فوراً بیعت کرلی۔

محترم چودھری عبدالستار خان صاحب کی وفات مارچ 2001ء میں ہوئی تو علاقہ کے بہت سے غیراز جماعت دوستوں نے بھی تعزیت کی اور ان کی مفارقت کو محسوس کیا۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنی ساری زرعی زمین شرعی طور پر اپنے بچوں اور بچیوں میں منتقل کردی تھی۔

محترم احمد بخش خان صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ یکم دسمبر 2010ء میں مکرم رفیع احمد رند صاحب معلم سلسلہ نے ایک مختصر مضمون میں اپنے والد محترم احمد بخش خان صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم احمد بخش خان صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ بہت سادہ، ملنسار اور تہجدگزار انسان تھے۔ خلافت اور جماعت سے بے حد محبت تھی۔ چنانچہ میرے علاوہ آپ کے ایک بیٹے مکرم مبارک احمد خان صاحب بھی صدرانجمن احمدیہ میں کارکن کے طور پر اور ایک دوسرے بیٹے مکرم مبشر احمد خان صاحب معلم انسپکٹر تربیت وقف جدید کے طور پر خدمت کررہے ہیں۔

1992ء میں جب ہماری بستی رندان کے 80 احمدیوں پر کیس کردیا گیا تو محترم احمد بخش خان صاحب کو تین روز کے لئے اسیرراہ مولا رہنے کی سعادت بھی ملی۔

آپ گاؤں میں بہت معزز تھے اور احمد بخش نمبردار کے نام سے مشہور تھے۔ مرکزی مہمانوں کی بے حد خدمت کرتے اور مجھے بھی اس کی تلقین کرتے۔ مقامی احمدیہ مسجد کے امام الصلوٰۃ بھی رہے۔ نماز کا اس قدر خیال تھا کہ ایک روز نماز عشاء میں سستی ہوجانے پر مجھے ڈانٹا اور کہا کہ اگر تم میری نافرمانی کرو تو مَیں برداشت کرسکتا ہوں لیکن اگر نماز میں غفلت کرو تو یہ برداشت نہیں کرسکتا۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22 جنوری 2011ء میں مکرم راجہ محمد یوسف خان صاحب کی ایک غزل شامل اشاعت ہے۔ اس غزل کے چند اشعار پیش ہیں:

موسموں کے ساتھ ہی بدلیں رسومِ گلستاں
بجلیوں کی زَد میں آیا پھر مرا ہی آشیاں
چندِ کم ظرفوں کی خاطر رونقِ محفل گئی
وہ گھُٹن طاری ہوئی کہ الحفیظ و الاماں
سامنے آئی تو اک عالَم کو حیراں کر گئی
داستانِ عشق میں چھوٹی سی میری داستاں
اپنے مقصد میں ہوئے وہ کامیاب و کامراں
جان دے کر پا گئے ہیں جو حیاتِ جاوداں
یہ خُوئے صبر و رضا ہے دشت فرقت کی عطا
آپ کے یوسف بھی ورنہ تھے کبھی شعلہ بیاں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
January 30, 2015 – February 05, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 30, 2015

23:25	World News
23:45	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
00:20	Yassarnal Quran
00:40	Opening Address At Khadeeja Mosque: An address by Khalifatul-Masih V (aba) to VIPs on the ceremony of Khadeeja Mosque in Berlin. Recorded on October 16, 2008.
01:35	Aadab-e-Zindagi
02:15	Spanish Service
03:05	Pushto Muzakarah
03:50	Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 10, 1998.
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
06:50	Huzoor's Tour In India: Recorded on November 28, 2008.
08:20	Rah-e-Huda
09:55	Indonesian Service
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:30	Tilawat
11:55	MTA Variety: An Urdu programme focusing on the basic problems faced after migration.
12:30	Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35	Shotter Shondane
15:45	Dua-e-Mustajaab
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Huzoor's Tour In India: Recorded on November 28, 2008.
19:25	Open Forum
19:55	MTA Variety
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday January 31, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	Huzoor's Tour In India: Recorded on November 28, 2008.
02:15	Friday Sermon: Recorded on January 30, 2015.
03:30	Rah-e-Huda
05:05	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 26, 2011.
08:00	International Jama'at News
08:30	Question And Answer session: Recorded on March 15, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	MTA Variety: An Urdu programme on the life and character of Sahibzadi Amatul Naseer Begum, daughter of Hazrat Musleh Ma'ood (ra).
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 26, 2011.
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:30	Story Time
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday February 01, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 26, 2011.
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on January 30, 2015.
04:05	MTA Variety
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat
06:15	Yassarnal Quran
06:40	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal: Recorded on September 27, 2014.
07:50	Faith Matters
08:45	Question And Answer Session: Recorded on December 22, 1996.
10:10	Indonesian Service
11:15	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on January 03, 2014.
12:30	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:40	Yassarnal Qur'an
13:05	Friday Sermon: Recorded on January 30, 2015.
14:15	Shotter Shondhane
15:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal: Recorded on September 27, 2014.
16:25	Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:50	Kids Time
17:25	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal: Recorded on September 27, 2014.
19:55	Faith Matters
21:00	Roots To Branches
21:50	Friday Sermon: Recorded on January 30, 2015.
23:00	Question And Answer Session [R]

Monday February 02, 2015

00:20	World News
00:40	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
01:15	Yassarnal Quran
01:45	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal: Recorded on September 27, 2014.
03:00	Roots To Branches
03:35	Friday Sermon [R]
05:00	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:35	Al-Tarteel
07:05	Huzoor's Tour To India: Documenting Khalifatul-Masih V (aba) visit to India. Recorded on November 26, 2008.
08:00	International Jamaat News
08:30	Ilmul Abdaan
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on November 24, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on October 10, 2014.
11:05	MTA Variety: An Urdu documentary about 'Hum aur hamari kaenaat'.
12:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:35	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on April 17, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	MTA Variety
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:25	Huzoor's Tour To India: Documenting Khalifatul-Masih V (aba) visit to India. Recorded on November 26, 2008.
19:30	Somali Service
20:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
20:30	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon: Recorded on April 17, 2009.
23:00	MTA Variety

Tuesday February 03, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
00:55	Al-Tarteel
01:25	Huzoor's Tour To India: Documenting Khalifatul-Masih V (aba) visit to India. Recorded on November 26, 2008.
02:25	Kids time
03:00	Friday Sermon: Recorded on April 17, 2009.
04:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:25	Ilmul Abdaan
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 415.
06:00	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:30	Yassarnal Quran
06:50	Mulaqat With Atfal In Ireland: Recorded on November 30, 2014.
08:00	Alif Urdu: A series of programmes by Lajna Pakistan, teaching Urdu.
08:20	Australian Service
08:40	Question And Answer Session: Recorded on November 24, 1996. Part 2.
09:55	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on January 23, 2015.
12:05	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
12:35	Yassarnal Quran
13:05	Open Forum
13:35	Braheen-e-Ahmadiyya
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Spanish Service
15:35	Aadab-e-Zindagi
16:15	Alif Urdu
16:35	From Democracy To Extremism
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:25	Bustan-e-Waqf-e-Nau: Recorded on November 30, 2014.
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 23, 2015.
20:30	Alif Urdu
20:50	Aadab-e-Zindagi
21:30	Australian Service
22:00	From Democracy To Extremism
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday February 04, 2015

00:15	World News
00:30	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
00:55	Yassarnal Quran
01:25	Bustan-e-Waqf-e-Nau: Recorded on November 30, 2014.
02:30	Alif Urdu
02:45	Noor-e-Mustafwi
03:00	Australian Service
03:30	MTA Variety: Programme based on the book 'Braheen-e-Ahmadiyya' written by the Promised Messiah (as).
04:10	Aadab-e-Zindagi
05:00	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:40	Al-Tarteel
07:10	Jalsa Salana Germany: Recorded on June 25, 2011.
08:05	MTA Variety
08:50	Question And Answer Session: Recorded on July 25, 1997.
10:15	Indonesian Service
11:20	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on January 23, 2015.
12:25	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:35	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on April 10, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
15:45	Kids Time
16:20	Faith Matters
17:15	Al-Tarteel
17:50	World News
18:15	Jalsa Salana Germany: Recorded on June 25, 2011.
19:10	French Service: Horizons d'Islam
20:10	Deeni-O-Fiqahi Masail
20:45	Kids Time
21:30	Friday Sermon: Recorded on April 10, 2009.
22:30	Intikhab-e-Sukhan

Thursday February 05, 2015

23:55	World News
00:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:40	Al-Tarteel
01:10	Jalsa Salana Germany: Recorded on June 25, 2011.
02:10	Deeni-o-Fiqahi Masail
02:50	MTA Variety
03:50	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:40	Yassarnal Quran
07:10	Peace Conference: Recorded on November 08, 2014.
08:40	Aadab-e-Zindagi
09:10	Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 04, 1998.
10:10	Indonesian Service
11:10	Japanese Service
12:10	Tilawat
12:30	Seerat-un-Nabi
13:10	Yassarnal Quran
13:40	Aadab-e-Zindagi
14:30	Friday Sermon [R]
15:40	Seerat-un-Nabi
16:10	Alif Urdu
16:30	Persian Service
17:10	Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 04, 1998.
18:10	Yassarnal Qur'an
18:30	World News
19:00	Live Hiwar-ul-Mubashir
20:00	German Service
21:05	Faith Matters
22:10	Alif Urdu
22:25	Tarjamatul Quran Class [R]
23:40	In Depth

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 23 January , 2015 | Issue No. 04

خطبۂ عید الاضحیہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی بیوی اور بیٹے کی قربانی کی یاد میں جو ہم عید قربان مناتے ہیں اور مناسک حج ادا کرتے ہیں یہ ظاہری قربانیاں اور اظہار نہیں ہیں بلکہ ایک بہت بڑے مقصد کی طرف توجہ دلانے والے ہیں۔

اگر تقویٰ سے عاری یہ قربانیاں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خواہش اور دعا کے بغیر یہ قربانیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ردّ کرنے کے قابل ہیں۔

ہر عبادت اور قربانی تقویٰ کی روح کو چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہتی ہے۔ اس کے بغیر یہ سب عبادتیں اور قربانیاں منہ پر ماری جاتی ہیں

حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کی قربانی خانہ کعبہ کی تعمیر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اپنی قربانی کے معیار کو بلند کرتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا قیام اور سلامتی اور امن کو دنیا میں قائم کرنا تھا۔

خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ مؤرخہ 06/اکتوبر 2014ء بمطابق 06/اخاء 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے عید الاضحیٰ منا رہے ہیں۔ دنیا کے کئی ممالک میں آج ہی عید منائی جا رہی ہے اور بعض ممالک میں پہلے ہو چکی ہے۔ اس عید پر قربانیاں دی جاتی ہیں اور لاکھوں جانور ان دنوں میں قربان کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر حج کا فریضہ بھی ہے۔ لاکھوں مسلمان یہ فریضہ بھی ادا کرتے ہیں اور ان حاجیوں کی قربانیوں کی تعداد بھی لاکھوں میں پہنچ جاتی ہے۔ لیکن ہم میں سے اکثر یہ سوچتے نہیں کہ ان قربانیوں یا عید کی خوشی منانے کا فائدہ کیا ہے؟ کیا صرف گوشت کھانے کے لئے، دعوتیں کرنے کے لئے ہم نے یہ قربانیاں کی ہیں۔ کیا دنیا کو بتانے کے لئے ہم نے یہ قربانیاں کی ہیں کہ ہم اتنی حیثیت رکھتے ہیں کہ بکری، بھیڑ، گائے کی قربانی کر سکیں۔ اگر ہم میں سے بعض لوگ حج کے لئے گئے ہیں تو اس مقصد کے لئے گئے ہیں کہ دنیا کو بتایا جائے کہ ہم حج پر ہو کے آئے ہیں۔ دنیا کو بتانے کے لئے گئے ہیں کہ حج کر کے آنے کے ساتھ اب ہمارے نام کے ساتھ حاجی لگ گیا ہمیں حاجی کہو۔ یا اپنے کاروباری شریکوں کے مقابلے پر ہم نے بھی کاروباری کارڈوں اور بورڈوں پر چھاپنے کے لئے حاجی کا لفظ لکھنے کے لئے حج کیا ہے۔ کیا صرف اتنا ہی کافی ہے جس کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں اور اس کے حکموں کو بجالانے والوں میں شامل ہو جائیں گے؟ یہ سوچ ایسی ہے کہ اس کی اللہ تعالیٰ نے بڑی سختی سے نفی فرمائی ہے اور ایک اصولی بات فرما دی کہ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ (الحج:38) کہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ پس جو قربانیاں تقویٰ کو مدّنظر رکھ کر کی جائیں، خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے کی جائیں، جو عیدیں اس لئے منائی جائیں کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ عید مناؤ۔ اس لئے کہ یہ قربانی کی عید تمہیں قربانی کے اسلوب سکھاتی ہے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ ان حکموں پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے جو تقویٰ کے معیار بلند کرتے ہیں۔ ان ماں بیٹا اور باپ کی قربانیوں کی طرف توجہ دلاتی ہے جنہوں نے اپنے جذبات کو قربان کیا۔ جو صرف چھری پھروانے اور پھیرنے کے عارضی نمونے دکھانے والے نہیں تھے بلکہ مسلسل لمبا عرصہ قربانیاں دینے والے تھے۔ جنہوں نے دنیا کو امن اور سلامتی کے اسلوب سکھانے کے لئے نہ صرف اپنے جذبات کو قربان کیا، اپنے آرام کو قربان کیا، اپنے وطن کو قربان کیا بلکہ ان دعاؤں میں مسلسل لگے رہے کہ خدا تعالیٰ آئندہ آنے والی نسلوں میں بھی ایسا انتظام کر دے جو دنیا کے لئے امن اور سلامتی دینے والے بن جائیں۔ جو تقویٰ کی وہ راہیں دکھانے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کرتے ہوئے تقویٰ کا اعلیٰ معیار قائم کر دیں۔ جن کے نمونے دنیا کے لئے ہمیشہ کے لئے رہنما بن جائیں۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی بیوی اور بیٹے کی قربانی کی یاد میں جو ہم عید قربان مناتے ہیں اور مناسک حج ادا کرتے ہیں یہ ظاہری قربانیاں اور اظہار نہیں ہیں بلکہ ایک بہت بڑے مقصد کی طرف توجہ دلانے والے ہیں۔ ہماری قربانیاں جو بکروں، بھیڑوں اور گائیوں کی ہم کرتے ہیں یہ صرف ہماری بڑائی کے اظہار یا لوگوں پر اپنی نیکیاں ظاہر کرنے کے لئے نہیں کہ فلاں شخص نے بڑا خوبصورت اور مہنگا دنبہ قربان کیا یا فلاں نے بڑی خوبصورت اور مہنگی گائے قربان کی۔ اگر تقویٰ سے عاری یہ قربانیاں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خواہش اور دعا کے بغیر یہ قربانیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ردّ کرنے کے قابل ہیں۔ یہ اسی طرح ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں جس طرح نمازیں ہلاکت کا باعث بنتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہیں پڑھی جاتیں بلکہ صرف دکھاوے کی ہوتی ہیں۔ حج بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ردّ ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہ کئے جائیں۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک بزرگ نے کشفی رنگ میں فرشتوں کو یہ باتیں کرتے دیکھا کہ اس سال کس قدر لوگوں کے حج قبول ہوئے ہیں۔ تو انہیں بتایا گیا کہ ان حاجیوں میں سے جو یہاں آئے ہیں کسی ایک کا بھی حج قبول نہیں ہوا۔ ہاں ایک شخص ہے جو فلاں جگہ رہتا ہے اس کا حج یہاں نہ آنے کے باوجود قبول ہو گیا ہے۔ ان بزرگ کو جستجو پیدا ہوئی کہ جا کر دیکھوں کہ اس شخص نے کون سا ایسا عمل کیا ہے جو تقویٰ کا ایسا معیار حاصل کر گیا کہ حج نہ کرنے کے باوجود بھی اس کا حج قبول ہو گیا اور یہاں آنے والے حاجیوں کا حج قبول نہیں ہوا یا شاید ہوا بھی تو اس کے طفیل ہوا۔ یہ بزرگ جب تلاش کرتے ہوئے اس شخص کے پاس پہنچے اور اسے بتایا کہ اس طرح میں نے رؤیا یا کشف دیکھا ہے کہ تمہارا حج قبول ہو گیا۔ وہ کون سا عمل ہے جو خدا تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تم حاجی بن گئے۔ اس نے کہا کہ مَیں ایک غریب آدمی ہوں پیسہ پیسہ جوڑ کر مَیں نے حج کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے زادِ راہ جمع کیا۔ جب حج کی تیاری کر رہا تھا تو ایک دن ہمسائے کے گھر سے گوشت پکنے کی خوشبو آئی۔ میری بیوی جو حاملہ تھی اس کو گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ بعض دفعہ حاملہ عورتوں کو کھانے کی بعض خواہشیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس نے کیونکہ دیر سے گوشت نہیں کھایا تھا اور ہمارے ایسے حالات نہیں تھے کہ گوشت پکا سکیں۔ اس نے کہا کہ ہمسائے کے گھر گوشت پک رہا ہے خوشبو آ رہی ہے اس سے مانگ لو۔ مَیں جب اس گھر میں تھوڑا سا گوشت کا سالن لینے گیا۔ اس ہمسائے سے اچھے تعلقات تھے اس لئے سالن مانگنے میں عار نہیں سمجھا۔ یہ نہیں کہ اس کے گھر نہ جانتے ہوئے پہنچ گئے۔ جب دروازہ کھٹکھٹا کر گھر والوں کو بلایا تو اس گھر والے کی بیوی دروازے پر آئی۔ میں نے اسے اپنی بیوی کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگی کہ یہ گوشت ہمارے لئے تو جائز

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں